المَوَارِدُ الهَنِيَّة فِی مَوْلِدِ خَیْرِ البَرِیَّة ﷺ (مخطوط)

کا ترجمہ بنام

میلادِ نور ﷺ

میلادِ مصطفیٰ ﷺ پر چھ سو سالہ قدیم عربی مخطوط کا ترجمہ
اُردو اور عربی میں پہلی مرتبہ زیورِ طباعت سے آراستہ



مؤرخ مدینہ
امام نور الدّین علی بن احمد سمہودی رحمۃ اللہ علیہ
متوفیٰ ۹۱۱ھ

ترجمہ و تحقیق
فضیلۃ الاستاذ
مفتی ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۔ لاہور

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل

کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

المَوَارِدُ الهَنِيَّة فِی مَوْلِدِ خَيْرِ البَرِيَّة ﷺ (مخطوط)

کا ترجمہ بنام

میلادِ نور ﷺ

میلادِ مصطفیٰ ﷺ پر چھ سو سالہ قدیم عربی مخطوط کا ترجمہ
اُردو اور عربی میں پہلی مرتبہ زیورِ طباعت سے آراستہ

مؤرخِ مدینہ
امام نور الدّین علی بن احمد سمہودی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ وتحقیق:
فضیلۃ الاستاذ
مفتی ابو محمّد اعجاز احمد حفظہ اللہ

زاویہ پبلشرز
8-C دربار مارکیٹ۔ لاہور
voice: 042-37248657 - 042-37112954 - 042-37300642
Email:zaviapublishers@gmail.com

2015ء

باراول 1100

ہدیہ 200

ناشر .... نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

﴿ملنے کے پتے﴾

زاویہ پبلشرز

شوروم: ظہور ہوٹل، دکان نمبر 2

داتا دربار مارکیٹ، لاہور

Email: zaviapublishers@gmail.com

042-37300642

مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی	021-32216464
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد	022-2780547
مکتبہ متینویہ، پرانی سبزی منڈی روڈ، بھاول پور	0301-7728754
نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
اقرا بک سیلرز، فیصل آباد	041-2626250
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد	0321-3025510
مکتبہ حسان اینڈ پرفیومرز، پرانی سبزی منڈی کراچی	0331-2476512
رضا بک شاپ، میلاد فوارہ چوک، گجرات	0300-6203667
مکتبہ فریدیہ، ہائی سٹریٹ ساھیوال	040-4226812

فہرستِ مضامین

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کا بہت شکر واحسان ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں دین اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرمائی ہے جس کی بدولت آج تک لاتعداد دینی کتابوں کی شاندار طباعت کا فریضہ سرانجام دیا جاچکا ہے اور آئندہ بھی ہم پُر عزم ہے کہ اس کارِ خیر کو جاری رکھیں گے اور اُمت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے بہتر سے بہتر شہ پاروں کو منتخب کر کے منصۂ شہود پر لائیں گے۔

پیش نظر کتاب میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے ایک قدیم تصنیف تھی جو آج تک مخطوط ہی کی صورت میں موجود ہے، اسے مخطوط سے براہ راست ترجمہ کرنے کی سعادت عصر حاضر کے محقق اور ممتاز اہل قلم مفتی ابو محمد اعجاز احمد کے حصہ میں آئی ہے جنہوں نے اپنے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں نذارنہ عقیدت پیش کرنے کی غرض سے اس کا پہلی مرتبہ اُردو ترجمہ کیا ہے۔

الحمد للہ! ہمارا اِدارہ زاویہ پبلیشرز اس کتاب کو دیدہ زیب طرز پر شائع کر رہا ہے تاکہ اہل اسلام اس کے مطالعہ سے فیض یاب ہو سکیں نیز مفتی صاحب کی اس سے قبل ایک شاندار تصنیف بنام شہنشاہ ولایت سیدنا امام علی رضا کو بھی ہمارے ادارے نے نہایت شایانِ شان طرز پر شائع کیا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مصنف ومترجم اور ناشر کو دارین میں اجر وثواب عنایت فرمائے۔

نجابت علی تارڑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، خَالِقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرَضِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَصَحْبِهِ الْمَهْدِيِّيْنَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ أَجْمَعِيْنَ، يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ.

أَمَّا بَعْدُ:

میلاد اور مولود کا معنیٰ و مفہوم:

یہ عربی زبان کے الفاظ ہیں، جن کا معنیٰ پیدائش اور ولادت ہے، اسی طرح یہ الفاظ پیدا ہونے کے وقت یا زمانہ کے لیے بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔
اردو زبان میں اہلِ ایمان کے عرفِ عام میں "رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کا ذکر کرنا، محفلِ میلاد، یا وہ محفل جس میں بصورتِ نظم یا نثر سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کے فضائل اور ان کی ولادت کا ذکر کرنا" میلاد اور مولود مراد لیا جاتا ہے، یہی مشہور و معروف ہے۔ اہلِ محبت ماہِ میلاد النبی ﷺ کو "عیدِ میلاد" کا مہینہ بھی کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی مسلم میں معاشرے میں کچھ کلمات رائج ہیں، مثلاً: میلاد شریف اور میلاد النبی ﷺ وغیرہ۔

لہٰذا جس محفل، جلسہ، نشست، کانفرنس یا سیمینار وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے محبوب اکرم ﷺ کی پیدائش، اس سے پہلے رونما ہونے والے واقعات،

اسی طرح پیدائش کے بعد کے واقعات، نسب شریف اور بچپن سے وصال مبارک بلکہ مابعد الوصال کے حالات وواقعات کو بیان کیا جائے، تو وہ بھی "میلاد" ہی کہلائے گا۔

سیرت کا معنی ومفہوم:

"سیرت" عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا اردو میں معنی عادت، خصلت اور خو وغیرہ کے ہیں۔ یہ کردار کی پاکیزگی، حالتِ باطنی، ذاتی وصف اور خوبی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ تاہم زیادہ مشہور کسی کی سوانح عمری اور زندگی کے حالات وواقعات کا تذکرہ کرنا سیرت کہلاتا ہے، خصوصاً جب اس لفظ کی نسبت خاتم النبیین ﷺ کی طرف کی جائے تو معنیٰ ہوتا ہے: آپ ﷺ کے حالات اور واقعاتِ زندگی کا تذکرہ کرنا۔

"سیرت" متقدمین کی نظر میں:

متقدمین محدثین وفقہاء کرام کے درمیان اس لفظ کا معنیٰ فقط حبیب خدا محمد رسول اللہ ﷺ کی غزوات ہوا کرتا تھا، اسی لیے ہم اپنے اسلاف کی کُتب میں دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی غزوات اور ان کے متعلقات کو "مغازی وسیر" کے عنوان کے تحت ذکر کیا گیا۔ بعد میں آنے والے سیرت نگاروں نے اس عنوان کو وسعت دی اور اس کے تحت سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارکہ سے وصال تک کے تمام احوال وافعال جن میں خصائص نبوت،

عادات اور معجزات وغیرہ کو کُتبِ سیرت میں مختلف ابواب و فصول میں درج کرنا شروع کر دیا۔ اسی طرح خلفاء راشدین، دوسرے صحابۂ کرام، ازواج مطہرات اور آپ کی آل واولاد حیات کے اوراق کو بھی سیرت کے تحت درج کیا جانے لگا۔

سیرت و میلاد:

مذکورہ بالا گفتگو سے معلوم ہوا کہ میلاد و سیرت میں معنیٰ و مفہوم کے اعتبار سے باہم مناسبت ہے، نیز اگر انہیں ایک دوسرے کا مترادف کہا جائے تو درست ہو گا۔ نیز اگر "میلاد" کے معنی پیدائش لیا جائے تو پھر یہ سیرت کا ایک جُز بنے گا۔ لیکن حیرت ہے "بعض لوگوں" پر کہ "میلاد النبی ﷺ" کے عنوان سے محفل کو تو ناجائز و حرام بلکہ معاذ اللہ ان میں سے بعض بے باک تو اسے "شرک" ٹھہرائیں، جبکہ "سیرتُ النبی ﷺ" کے عنوان سے انعقاد پذیر ہونے والی محافل، مجالس، کانفرنسوں، جلسوں اور سیمناروں میں شرکت کو خالص "توحید" سمجھیں اور باعثِ اجر جانیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی بے تکی سمجھ اور اُلٹی عقل سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ اسی طرح کا معاملہ اعراسِ صحابہ واولیاء کی محافل کا بھی ہے، کہ اہلِ محبت کریں تو منع، وہ خود کسی "دوسرے نام" سے ان کا انعقاد کریں تو۔۔۔۔۔! اسی طرح یہی لوگ عشرۂ محرم، وخلفائے اربعہ کے نام سے منسوب کانفرنسوں، جلسوں اور ریلیوں کا انعقاد کریں تو۔۔۔۔۔! عقل مند را

اشارہ کافی است۔ کیا یہ قانون تو نہیں کہ اگر دوسرا کوئی ان مبارک محافل کا انعقاد کرے تو ناجائز اور خود وہ کریں تو جائز۔۔۔۔! ایں چہ بوالعجبی است۔۔۔؟

جس کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں جو مدح و ثنا کہی یا لکھی یا قیامت تک لکھے گا، یقیناً اُس نے اپنی شان و مرتبہ کو خدا کی بارگاہ میں بڑھایا اور بڑھائے گا۔

بارگاہِ رسالت کے شاعر سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بات سو فیصد درست ہے کہ

مَا إِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّداً بِمَقَالَتِيْ

وَلٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِيْ بِمُحَمَّدٍ

یعنی: میں اپنے اشعار سے رسول اللہ ﷺ کی ارفع و اعلیٰ شان میں کیا مدح و ثنا پیش کروں گا، بلکہ معاملہ دراصل یوں ہے کہ میں اپنے اشعار کی قدر و شان آپ ﷺ کی مدح و ثنا سے بلند کرتا ہوں۔

علماء کرام نے یہی اعزاز پانے کے لیے اب تک "میلاد شریف" کے موضوع پر دنیا کی مختلف زبانوں بے شمار مختصر و مبسوط کُتب لکھی ہیں۔ ان میں منظوم بھی ہیں اور منثور (یعنی: نثر) بھی۔ سب اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ جو واقعہ یا موضوع اہم ہو، اس پر زیادہ لکھا جاتا اور اپنی تحریرات میں نقل کیا جاتا ہے۔

دلیل کے طور پر یہ عرض کرنا ہے کہ قرآن کریم میں کئی واقعات کی تکرار بھی ان کی اہمیت کی غماز ہے۔

زیر نظر اردو ترجمہ "میلاد نور ﷺ" بھی اسی سلسلہ کی ایک عمدہ کڑی ہے۔ یہ امام نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تصنیفِ لطیف کا ترجمہ ہے، جو تادمِ تحریر مخطوط ہے۔ مبارک باد کے مستحق ہیں ابو محمد مفتی اعجاز احمد حفظہ اللہ صاحب جنہوں نے پہلی براہِ راست عربی سے بار اس کا اردو ترجمہ اور تحقیق فرمائی۔ یہ کتاب مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت جامع بھی ہے، کہ اس میں مستند روایات سے میلاد شریف کا بیان کیا گیا ہے۔ مترجم کا میلاد شریف کے موضوع پر چوتھا تحقیقی کام ہے، اس سے قبل وہ درج ذیل تین کُتب پر بھی تحقیق کام کر چکے ہیں:

۱۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب بنام "النعمۃ الکبری" (۲ ایڈیشن)،

۲۔ امام علی بن سلطان ملا علی قاری محدثِ حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی "المولد الروی" (بنام "میلادِ مصطفیٰ ﷺ" (۲ ایڈیشن)

۳۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حسن المقصد" بنام "میلادِ محبوب ﷺ" (۲ ایڈیشن)۔

یقیناً یہ کاوش بھی رسول اللہ ﷺ سے ان کی والہانہ محبت کی غماز ہے، رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاتے ہیں، مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں:

اللہ کا محبوب بنے جو تمہیں چاہے
اُس کا تو بیاں ہی نہیں خود تم جسے چاہو

ہمیں اُمید ہے کہ یہ میلادِ نور ﷺ بھی مقبولِ عام ہو گی، اس لیے کہ یہ اُس ہستی کے ذکرِ خیر پر مشتمل ہے، جو رد العالمین کی کائنات میں شمع کی مانند ہے اور سارا جہاں اس کا پروانہ۔ روزِ اول حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے جس کی پر ایمان لانے اور اُس کی مدد و نصرت کا عہد لیا تھا، اُس پاک محفل میں بھی یہی جناب شمع تھی، امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اس محفل پاک کا تذکرہ کرتے ہوئے کیا خوب کہتے ہیں:

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمعِ محفل بود شب جائے کہ من بودم

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مترجم، ناشر اور اس کارِ خیر کے معاونین کی اس عظیم کاوش کو قبول فرمائے اور انہیں دارین کی بھلائیاں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

حامد علی علیمی (عفی عنہ)، کراچی

میرا تو سب کچھ میرا نبی ﷺ ہے

نبی کریم ﷺ کی زندگی سے تعلق کی قولی و عملی وابستگی ہر مسلمان کے لیے از حد ضروری ہے کہ اس تعلق کے بنا ایمانِ کامل کی حلاوتیں اور ایقانِ معرفت کی چاشنی ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی، قرآن مجید نے ان کی زندگی اور تعلیمات کے نقوش کی پیروی کے لیے کیسا جامع خطاب فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ترجمہ: "بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے"۔ [الاحزاب ۳۳: ۲۱]

لہٰذا ہر صاحبِ ایمان کو اپنی عارضی زندگی میں کچھ نہ کچھ وقت ضرور نکال لینا چاہیے، جس میں وہ اس تعلق کی اُستواری کے لیے کوشاں رہ سکے اور اس کے انعام واکرام کی لافانی خیرات سے اپنے دامن قلب و جاں کو بھر سکے کہ یہی امور اُخروی نجات کا ذریعہ و وسیلہ ہیں۔

لہٰذا اِس تعلق کی بحالی میں سیرت النبی ﷺ سے معرفت وشناسائی کلیدی اہمیت کی حامل ہے کہ اسی سے اُس جنابِ والا صفات کے لمحاتِ زندگی کی آگاہی حاصل ہو گی اور عمل کے میدان میں راہیں ہموار ہوتی چلی جائیں گی۔ تو ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے حبیب وکریم ﷺ کی سیرت پر مشتمل اہل ایمان

علماءِ اسلام کی تحقیقی تصانیف کو اپنے مطالعہ میں رکھے، جس سے ظاہری طور پر معرفت رسول کے باب وا ہوں گے اور رفتہ رفتہ ایک عام شخص کے پاس بھی اپنے محبوب ﷺ کی بابت معلومات کا اچھا خاصہ مستند ذخیرہ جمع ہو جائے گا۔

یوں تو سیرت النبی ﷺ کا باب نہایت وسیع اور متنوع حیثیت کا حامل ہے، جسے کسی ایک کتاب تو کجا ایک ملک کے برابر لائبریری میں بھی سمویا نہیں جاسکتا کہ اس حبیب ورحیم ﷺ کی مدح وثنا کی نہ کوئی حد کسی مخلوق کے پاس ہے اور نہ کوئی انتہا و اختتام، جس نے اپنی زندگی بھر میں ان کے لیے جس قدر لکھا اخیر میں وہ اہل دل زبانِ حال سے یہی کہہ کر رخصت ہوا:

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا اِک باب بھی پورا نہ ہوا

سیرت النبی ﷺ کے اسی لامتناہی سلسلے میں سے معرفت کا ایک باب میلاد النبی ﷺ بھی ہے، جس سے بظاہر تو لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ واقعات میلاد کا تذکرہ کر دینا ہی میلاد شریف کہلاتا ہے یا اسی نوعیت کی کوئی تحریر لکھ دینا ہی میلاد کا مقصود ہے، لیکن نظر تحقیق سے دیکھا جائے تو یہ اس باب کی وسعت کا ایک صرف پہلو ہے کہ واقعات میلاد، پیدائش کے لمحے ظہور پذیر ہونے والے معجزات کا بیان یکجا ذکر کر دیا جائے، مگر میلاد النبی ﷺ کا باب سیرت رسول

کی آگاہی کا پہلا و مکمل باب ہے، جس کے بغیر ہم سیرت نبوی کو درست طور پر سمجھ ہی نہیں سکتے۔

اس بات کو اختصار میں یوں سمجھیں کہ آج تک ہزاروں جلیل القدر علماءِ کرام نے اسی میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر تحریرات لکھی ہیں، آخر کیوں؟ کیا انہیں کوئی اور موضوع نہیں ملا؟ انہیں اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ وغیرہ یہ تمام باتیں اگر پیش نظر رکھی جائیں اور پھر ان ائمہ کرام کی خدمات کا جائزہ لیا جائے، تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ میلاد النبی ﷺ کا موضوع یقیناً ایسی اہمیت کا حامل ہے کہ حدیث و تفسیر کے ائمہ نے بھی اس پر لکھ کر اپنا نام اس ضمن میں رقم کرایا ہے۔

مزید تفصیل میں جائے بغیر صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ سیرت نبوی کے ابتدائی لمحات اگر کوئی جاننا چاہے، تو اسے میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر لکھی گئی تصانیف کا ہی مرہونِ منت ہونا پڑے گا، جس میں نا صرف پیدائش کا ذکر ہے بلکہ خاندانِ رسالت، دورِ جاہلیت، رسوم و رواج، مکہ مکرمہ کی تاریخ، نبوی دورِ حیات کے مختلف ادوار، بچپن، جوانی، اعلانِ نبوت سے قبل کے مختلف واقعات، سفر تجارت وغیرہ امور بھی موجود ہیں اور ان میں سے بیشتر پر جو مواد میلاد النبی ﷺ کی کُتب میں موجود ہے، وہ کسی اور سیرت کی کتاب میں بھی ویسی جامعیت سے کم ہی میسر آتا ہے۔ لہٰذا میلاد النبی ﷺ پر لکھی گئی کُتب در

اصل عوام الناس بلکہ متوسط اہل علم کے لیے بھی سیرت رسول ﷺ سے رُو شناسی کا بہترین ذریعہ ہے، اسی لیے اکثر علماءِ اسلام نے اپنی گوناگوں مصروفیات سے اوقات کو جُدا کر کے اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر تصنیفات مرتب فرمائیں کیونکہ اس موضوع کے علاوہ ان کی کتابیں ہر کسی کے مطالعہ کی چیز نہیں اب مثلاً امام ابن جوزی کو ہی لے لیں تو بھلا بتائیں کہ ان کی کشف المشکل، العلل المتناہیہ، دفع شبہ التشبیہ، تذکرۃ الاریب ایسی علمی کتابوں سے استفادہ کرنا کس کے بس کی بات ہے اب تو ایسے اہل علم بھی خال خال ہی ہیں جو ان کی غواصی کر کے مسائل کو آسان انداز میں نکال کر اُمت کو سمجھانے کی کامل اہلیت رکھتے ہیں، تو ایسے میں اگر امام ابن جوزی ہی کی مولد النبی ﷺ کو دیکھا جائے تو اس سے اب بھی عمومی فوائد بکثرت وابستہ ہیں، ہمارا یہاں مقصود صرف سمجھانا ہے معاذ اللہ کسی طور پر بھی علوم اسلامیہ کی لازوال اہمیت پر حرف لانا نہیں۔

آمدم بر سر مطلب! کتاب ہذا کے مصنف یعنی: امام علام نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اپنی شہرہ آفاق کتاب "وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی ﷺ" کے سبب تاقیامت زندہ ہیں کہ تاریخ مدینہ منورہ پر اتنی مفصل و تحقیقی کتاب نہ مصنف کی اس تالیف سے قبل لکھی گئی اور نہ ہی تادم تحریر لکھی جا سکی ہے، اللہ تعالی انہیں امت مسلمہ کی طرف سے بہترین جزا نصیب فرمائے۔

امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں بہت سی علمی و تحقیقی کتابیں لکھیں وہیں میلادِ حبیب ﷺ کے موضوع پر بھی ایک مختصر مگر جامع کتاب بنام "الموارد الهنية في مولد خير البرية ﷺ" تصنیف فرمائی، جو نہایت عام فہم اور سادہ طرز کی حامل ایک قابل تعریف اور نافع کتاب ہے۔

میری ہر سال یہ کوشش ہوتی ہے کہ دیگر علمی و تحقیقی کتابوں کی تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر بھی کوئی کتاب نامۂ اعمال میں برکت کا باعث بن جائے، اسی لیے گذشتہ چند سالوں سے کچھ کُتب کے تراجم معرضِ وجود میں آئے ہیں، جن میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی "حُسن المقصد فی عمل المولد"، امام ملا علی القاری حنفی کی "المورد الروی فی المولد النبوی" امام ابن حجر مکی کی النعمۃ الکبریٰ کے تراجم شامل ہیں، الحمد للہ یہ تمام ہی تراجم شائع ہو کر دادِ تحسین پا چکے ہیں۔

امسال مجھے ماہِ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ میں آلِ رسول کی ممتاز شخصیت سیدنا امام علی رضا بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما پر لکھنے کی توفیق ملی، تو بیس دن میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۵۶ صفحات کی کتاب مکمل ہو گئی، جسے اہل علم نے بہت سراہا، تو اس کے بعد میلاد النبی ﷺ کے مہینے کی مناسبت سے کسی کتاب کے ترجمہ کی خواہش ہوئی جب تلاش کیا تو اپنے پاس موجود ذخیرہائے کُتبِ میلاد میں یہ مخطوط دیکھائی دیا، انٹرنیٹ کے ذریعے اور کچھ اہل قلم سے اس کے ترجمہ یا عربی

متن کی مطبوعہ نسخہ کی بابت دریافت کیا، تو نفی میں جواب آیا لہٰذا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کا ترجمہ شروع کیا اور الحمدللہ صرف چند دنوں کی محنت سے ۱۰/ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ شب عاشور میں پایۂ تکمیل کو پہنچا اور یوں یہ کتاب مخطوط سے براہِ راست ترجمہ ہو کر اُردو کے جامے میں منصہ شہود پر ضوفگن ہو رہی ہے، وللہ الحمد والثناء۔ نیز کاش کوئی صاحب تحقیق اس کے عربی متن کو بھی ایڈٹ کر کے شائع کر دے تو ایک اچھا کام اور میلاد النبی ﷺ کے کتب میں ایک عمدہ اضافہ ہوگا۔

میرے اس کام میں پہلے کی طرح ڈاکٹر علامہ حامد علی علیمی حفظہ اللہ نے نہایت سعی فرمائی اور تصحیح و نظر ثانی کرتے ہوئے کمپیوٹر پر اس کی مکمل تزئین کا کام بھی سر انجام دیا، نیز میرے بے لوث دوست شیخ الحدیث مفتی عطاءاللہ صاحب نعیمی حفظہ اللہ نے بھی عدیم الفرصتی کے باوجود مکمل نظر ثانی فرمائی، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر دے اور ان کی محبت کو حاسدین کی نگاہوں سے محفوظ رکھے، نیز ناشر کتاب ہذا اور جملہ معاونین کو بھی دارین میں اپنے شایانِ شان اجر سے مالا مال فرمائے۔ آمین

اعجاز احمد

0321.2166548

aijazalqadri@hotmail.com

شرفِ انتساب

خوشبوئے رسول

سیدنا حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

کی بارگاہ میں

جو آج سے ۱۳۴۰ سال قبل میدانِ کربلا میں سرخرو ہو کر

اُمت مسلمہ کو نشانِ منزل دے گئے

"طالب نگاہِ کرم"

ابو محمد اعجاز احمد

Contact: 0321.2166548

aijazalqadri@hotmail.com

تعارفِ مصنف

مورخ مدینہ امام نورالدین علی بن احمد سمہودی [1]

آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے:

ابوالحسن نورالدین علی بن قاضی عفیف الدین عبداللہ بن احمد بن ابو الحسن علی بن ابوروح عیسیٰ بن ابوعبداللہ محمد بن عیسیٰ بن محمد بن عیسیٰ بن جلال الدین بن ابوالعلیا بن ابوالفضل جعفر بن علی بن ابوطاہر بن حسن بن محمد بن احمد بن محمد بن حسن بن محمد بن اسحاق بن محمد بن محمد بن سلیمان بن داود بن حسن اکبر بن علی بن ابوطالب، ہاشمی حسنی، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آپ کے نام میں سمہودی کی نسبت دراصل ایک جگہ کی مناسبت سے ہے جسے سمہود یا سمہوط دونوں کہا جاتا ہے، یہ دریائے نیل کے کنارے ایک بڑا قصبہ ہے جو اپنی زراعت کے لحاظ سے مشہور ہے۔ امام سمہودی کی پیدائش صفر المظفر ۸۴۴ ہجری میں ہوئی، ابتدائی تعلیم وتربیت اسی مقام پر اپنے والد گرامی کے زیرِ سایہ پائی اوراس کے بعد مختلف مقامات کا سفر کرتے ہوئے

[1] الضوء اللامع لاھل القرن التاسع للسخاوی، ۵/۲۴۵، خلاصۃ الاثر للمحبی، ۱/۴۳، النور السافر، ص ۵۸۔

اکتساب علم کیا، آپ کے اساتذہ کرام میں مندرجہ ذیل ائمہ اسلام سرفہرست نظر آتے ہیں:

1۔ قاضی عفیف الدین عبداللہ بن احمد حسنی (والد گرامی) :

ان کے پاس ابتدائی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ قرآن مجید اور کتاب المنہاج کو حفظ کیا، علم قرات وکتابت سیکھا نیز کتاب المنہاج کو جلال محلی کی شرح کے ساتھ مکمل پڑھا، جمع الجوامع ،الفیہ ابن مالک فی النحو، صحیح بخاری اور مختصر صحیح مسلم للمنذری کا درس لیا، بعد ازاں چودہ سال کی عمر میں والد گرامی کی معیت میں قاہرہ کا تعلیمی سفر کیا۔

2۔ شیخ محمد بن عبدالمنعم شمس جوجری:

امام سمہودی نے ان کے پاس فقہ ،اصول اور ادبِ عربی کی تعلیم حاصل کی ، جس میں توضیح لابن ہشام ، خزرجیہ مع حواشی ، جلال محلی کی شرح منہاج، شرح جمع الجوامع اور دیگر کتابوں کا درس وسماع کیا۔

3۔ امام ابوزکریا شرف الدین یحییٰ مناوی:

امام سمہودی نے ان کے یہاں بہت عرصہ تک تعلیم پائی ، آپ نے تنبیہ ،حاوی، شرح البھجہ، شرح جمع الجوامع، حاشیہ مناوی علی البھجہ مختصر المزنی ،الفیہ عراقی ،بستان العارفین للنووی، رسالہ قشیریہ، صحیح بخاری، صحیح مسلم، مختصر

الاصول للبارزی، تفسیر بیضاوی وغیرہ کا درس و سماع کیا۔ امام مناوی علیہ الرحمہ نے انہیں خرقہ تصوف بھی پہنایا۔

4۔ شیخ محمد بن مراہم الدین شمس شروانی شافعی :

امام مناوی نے ان کے پاس شرح عقائد نسفی للتفتازانی، شرح طوالع للاصفہانی، تفسیر کشاف، مختصر سعد الدین علی التلخیص، مطول، عضدی شرح ابن حاجب، شرح المنہاج للعزی اور دیگر بہت سی کتب کا درس لیا۔

5۔ شیخ شہاب الدین احمد بن اسماعیل بن ابی بکر بن عمر بن بریدہ الاشبیطی:

امام سمہودی نے مکہ مکرمہ میں سن 872 ہجری میں اور مدینہ منورہ میں سن 873 ہجری میں ان کی صحبت سے اکتساب فیض کیا۔ ان کے پاس تفسیر بیضاوی، توضیح ابن ہشام، اور دیگر کتابوں کے علاوہ ان کی اپنی تحریر کردہ کتب یعنی شرح خطبہ منہاج اور حاشیہ خزرجیہ کا بھی درس لیا۔ انہوں نے امام سمہودی کو تدریس کی باقاعدہ اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

6۔ شیخ ابو السعادات سعد الدین محمد بن سعید حنفی: قاضی حنفیہ

آپ نے ان کے پاس عمدۃ الاحکام کی تعلیم حاصل کی، انہوں نے بھی آپ کو تدریس کی اجازت عنایت فرمائی۔

7۔ شیخ محمد بن ابراہیم بن عبد الرحمن المعروف بالنجم بن قاضی عجلون :

آپ نے ان کے پاس کتاب المنہاج کی تصحیحات کے اسباق پڑھے۔

8۔ **شیخ محمد بن احمد بن محمد بن فقیہ احمد المعروف شمس الباہی :**

آپ نے ان کے پاس شرح البھجۃ اور کتاب المنہاج کی تقسیم کے کچھ اسباق پڑھے تھے۔

9۔ **امام صالح بن عمر بن رسلان بن نصیر المعروف علم الدین بلقینی :**

آپ نے ان کے مختلف دروس میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

10۔ **شیخ عمر بن محمد بن محمد بن ابو الخیر محمد المعروف بالنجم عمر بن فہد :**

آپ نے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران ان سے استفادہ کیا۔

11۔ **شیخ ابو الفضل محمد بن محمد الکمال المرجانی:**

آپ نے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران ان سے استفادہ کیا۔

12۔ **شیخ محمد بن محمد الزین المراغی :**

آپ نے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ان سے استفادہ کیا۔

13۔ **امام الکاملیہ شیخ محمد بن محمد بن محمد قاہری :**

آپ نے ان کے دروس میں شرکت کی اور شیخ موصوف نے انہیں خرقہ پہنایا اور ذکر کی تلقین فرمائی۔

14۔ **شیخ الاسلام زکریا بن محمد بن احمد انصاری شافعی :**

آپ نے ان کے پاس شرح المنہاج الاصلی للاسنائی اور میراث میں شرح منظومہ ابن الہائم کا درس لیا۔

15۔ شیخ سعد بن محمد بن عبد اللہ المعروف ابن الدیری :

آپ نے ان کے پاس عمدۃ الاحکام کے کچھ اسباق پڑھے اور انہوں نے آپ کو تدریس کی اجازت مرحمت فرمائی۔

16۔ شیخ عثمان بن صدقہ بن علی دمیاطی شار مساحی:

شیخ موصوف نے امام سمہودی سے طویل علمی و فقہی مذاکرے اور امتحان کے بعد آپ کو تدریس اور افتاء کی اجازت عنایت فرمائی۔

17۔ شیخ عفیف عبد اللہ بن قاضی ناصر الدین بن صالح :

آپ نے ان کی اجازات میں سے کچھ کو پڑھا اور شیخ نے انہیں عمر الاعرابی کی ہیئت والا تصوف کا خرقہ پہنایا۔

امام سمہودی کی تصانیف

امام نورالدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں بہت سی علمی کتب کا ذخیرہ مہیا کیا جس سے آپ کا علمی تفوق آشکار ہوتا ہے لیکن ان میں سے بہت سے کتب مدینہ منورہ میں لگنے والی تاریخی آگ کی زد میں آکر نذرِ آتش ہو گئیں، یہ آگ ۸۸۶ ہجری میں رمضان کے مہینے میں لگی تھی، جس کا ذکر ابن العماد نے شذرات الذھب ج۹، ص ۵۱۵ اور امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے الذیل التام ج۲، ص۱۹۹ میں بھی کیا ہے، آپ اس آتشزدگی کے وقت مورخ یگانہ ابن العماد کے ہمراہ مدینہ منورہ سے سفر کر کے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تھے، یوں ان کتب میں سے بیشتر کا دنیاوی وجود تو ناپید ہو گیا لیکن ان کا اجر اللہ تعالیٰ کے یہاں ثابت و موجود ہے۔

انہی کتابوں میں تاریخ مدینہ پر لکھی گئی آپ کی بے مثل، شہرہ آفاق اور زبانِ زدعام کتاب لاجواب **الوفاء باخبار دارِ المصطفیٰ** ﷺ بھی تھی جسے بعد ازاں مختصر طور پر آپ نے دوبارہ تحریر کیا جو **وفاء الوفا باخبار دارِ المصطفیٰ** ﷺ کے نام سے اب مطبوعہ صورت میں موجود ہے اور اب بھی یہ کتاب تاریخ مدینہ کا سب سے ضخیم اور مستند ترین ماخذ جانا جاتا ہے، اس کتاب کا ایک ضخیم جلد میں خلاصہ آپ ہی نے تحریر کیا جسے **خلاصۃ الوفاء** کہا جاتا ہے ، ہمیں امام سمہودی کی تصانیف کے جتنے بھی نام ملے ہیں انہیں یکجا لکھ رہے ہیں، جن میں سے 20 کتب

کے نام محقق کتاب جواہر العقدین للسمہودی نے باحوالہ ذکر کیے ہیں جبکہ باقی ویکی پیڈیا پر آپ کے تعارف کے ذیل میں مندرج تھے وہاں سے لیے ہیں۔

1. جواھر العقدین فی فضل الشرفین (شرف العلم والنسب)۔ مطبوع
2. اربعون حدیثاً فی فضل الرمی بالسارم۔ مخطوط
3. الانوار السنیۃ فی اجوبۃ الاسئلۃ الیمنیۃ۔ مخطوط
4. ایضاح البیان لما ارادہ الحجۃ (اي الغزالي، من لیس بالامکان ابدع مماکان)۔ مخطوط
5. تحفۃ الراغبین فی تحریر مناضج الطالبین (فی الفقہ)۔ مخطوط
6. تحقیق المقالۃ فی عموم الرسالۃ۔ مخطوط
7. تخمیس مثلث قطرب۔ مخطوط
8. الثمار الیوانع علی جمع الجوامع، للمحلی فی الفقہ۔ مخطوط
9. الجوھر الشفاف فی فضائل الاشراف۔ مخطوط
10. اقتفاء الوفاء باخبار دارِ المصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (جو نذر آتش ہو گئی تھی)۔ مفقود
11. خلاصۃ الوفاء باخبار دارِ المصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم۔ مطبوع
12. وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم۔ مطبوع
13. الانتصار لبُسط روضۃ المختار۔ مفقود
14. دفع التعرض والانکار لبُسط روضۃ المختار صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم۔ مفقود
15. وُرود السکینۃ علی بُسط المدینۃ۔ مخطوط

16. حواشی علی الدمیری۔ مفقود
17. الحکم العشرۃ فی مقابلۃ شم الطیب بسوال المغفرۃ۔ مفقود
18. ختم البخاری و مسلم۔ مفقود
19. ختم مناج الطالبین۔ مفقود
20. اکمال المواھب وھو ذیل علی المواھب فی الفقہ۔ مفقود
21. تحریر العبارۃ فی بیان موجب الطاررۃ فی الفقہ۔ مفقود
22. درر السُمُوط فیما للوضوء من الشروط فی الفقہ۔ مطبوع
23. ذروۃ الوفاء بما یجب لحضرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مطبوع
24. رسالۃ فی حکم الاحصار فی الحج فی الفقہ۔ مخطوط
25. رسالۃ فی مسائل الماموم والمسبوق فی الفقہ۔ مخطوط
26. زاد المسیر لزیارۃ البشیر۔ مفقود
27. شرح الباب الاخیر من ابن ماجہ (ختم ابن ماجہ)۔ مفقود
28. شرح الآجرومیۃ فی النحو۔ مخطوط
29. شرح مثلث قطرب۔ مخطوط
30. شفاء الاشواق لحکم مایکثر بیعہ فی الاسواق۔
31. طیب الکلام بفوائد السلام فی الفقہ۔ مطبوع
32. العقد الفرید فی احکام التقلید، فی اصول الفقہ۔ مطبوع

33. الغرر البہیة شرح المناسک النوویة للنووي فی الفقہ۔ مخطوط

34. الغماز علی اللماز (وھو فی الاحادیث الضعیفة والموضوعة)۔ مطبوع

35. الفتاوی ۔ مفقود

36. الفوائد الجمة فی المسائل الثلاث المھمة، وھو فی مسائل الحلف بالطلاق فی الفقہ۔ مخطوط

37. النصیحة الواجبة القبول فی بیان موضع منبر الرسول ﷺ۔ مفقود

38. القول المستجاد فی شرح کتاب اماثت الاولاد فی الفقہ۔ مخطوط

39. کشف الجلباب والحجاب عن القدوة فی الشباک والرحاب۔ مخطوط

40. کشف اللبس عن دسائس النفس۔ مطبوع

41. کشف اللبس عن المسائل الخمس۔ مفقود

42. کشف المغطیٰ فی شرح الموطا۔ مفقود

43. اللولو المنثور فی نصیحة ولاة الأمور، فی الفقہ۔ مخطوط

44. المحرر من الآراء فی حکم الطلاق بالابراء۔ فی الفقہ

45. مسودة شرح الورقات فی اصول الفقہ۔ مفقود

46. مصابیح القیام فی شرر الصیام فی الفقہ۔ مفقود

47. المقالات المسفرة عن دلائل المغفرة۔ فی الفقہ۔ مطبوع

48. الموارد الھنیة فی مولد خیر البریة (اسی کتاب کا ہم نے اردو ترجمہ کیا ہے) مخطوط

49. المواھب الربانیۃ فی وقف العثمانیۃ۔ مفقود

50. مواھب الکریم الفتاح فی المسبوق المشتغل بالاستفتاح، فی الفقہ۔ مخطوط

51. نصیحۃ اللبیب فی مر آی الحبیب۔ مفقود

52. حاشیہ شرح العقائد۔ مفقود

53. اغنیۃ المعتنین بروضۃ الطالبین فی الفقہ۔ مفقود

54. مسالۃ فرش البسط المنقوشہ۔ مفقود

امام سمہودی نے ۶۷ سال کی عمر پائی اور خدمت اسلام کرتے ہوئے ۹۱۱ ہجری میں واصل بحق ہو کر مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے، اللہ تعالی اِن پر اپنی جناب سے رحمت ورضوان نازل فرمائے۔ آمین

خطبة الكتاب

الحمد لله الذي أطلع في أُفق الجلال نور الوجود، وأبرز في حلل الجمال والكمال من أشرف العناصر أشرف مولود، ورقاه في مدارج المعارف إلى حضرات الإنس والشهود، واختصه بخصائص ودّه وحبّه فهو مودود ربّه الودود، وجعل شهر ربيع بمولده نور النور وأزهر النور لَظهور فيه رحمة بهذا الوجود فهو موسم الخيرات ومعدن المسرات عند كلّ مسعود وفضل محتده ومثواه فما شابهه أحد فى حلاه وعلاه على ما خصه به المعبود، وأشهد أن لا إله الله وحده لا شريك له شهادة أعدّها اللواء الموعود، وأشهد أنّ سيدنا محمداً عبده ورسوله صاحب الحوض المورود والمعقود، صلى الله عليه وعلى آله وأنصاره وأصحابه وأحبابه وأصهاره صلاة مستمرة دائمة الورود، موجبة لقائلها أعلى الدرجات من دار الخلود مع المقربين الشهود الرُّكع السجود، من فضل مولاه الرحيم الودود.

قرآن مجید اور شانِ رسول ﷺ

حمد و صلوٰۃ کے بعد!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچائی کی حلاوتوں سے بہریاب فرمائے اور (اپنے محبوبِ جلیل) مصطفی ﷺ کی اتباع نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے نبی (محمد مصطفی ﷺ) کی شان اور صفتِ کریمہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ۫ [الاعراف ۷: (۱۵۷)]

ترجمہ: "وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں"۔

اور اللہ جلّ جلالہٗ نے ان کے خلق کریم کی ثنا بیان کی نیز بزرگی و تکریم کے لیے تاکیدی الفاظ کا اضافہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ○ [القلم ۶۸: (۴)]

ترجمہ: "اور بے شک تمہاری خو بڑی شان کی ہے"۔

عالمِ ملکوت میں شانِ احمدی کا ظہور

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(اِنَّ اللہَ تعالی کَتَبَ مَقَادِیرَ الْخَلْقِ قَبلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضَ بِخَمْسِینَ اَلْفَ سَنَۃٍ [قال] وَ کَانَ عَرْشُہُ عَلَی الْمَاءِ)[2]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے ۵۰ ہزار سال قبل مخلوقات کی تقدیریں لکھ دیں اور اُس وقت عرش الٰہی پانی پر تھا"۔

اور جو کچھ اُم الکتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھا گیا تھا اس میں سے یہ بھی تھا کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

امام حاکم نے حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَمَّا اِقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِیْئَۃَ قَالَ یَارَبِّ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَلَّا غَفَرْتَ لِیْ، فَقَالَ اللہُ تَعَالٰی یَا آدَمُ وَ کَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَ لَمْ اَخْلُقْہُ؟ قَالَ لِاَنَّكَ یَارَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ بِیَدِكَ وَ نَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُوْحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِیْ فَرَأَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ فَعَرَفْتُ اَنَّكَ لَمْ تُضِفْ اِلٰی اِسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْكَ فَقَالَ اللہُ تعالٰی: صَدَقْتَ یَا آدَمُ لِاَنَّہُ اَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ وَ اِذَا سَأَلْتَنِیْ بِحَقِّہٖ فَقَدْ

2 صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم و موسیٰ، ص ۱۲۲۵، رقم ۲۶۵۳: سنن الترمذی، کتاب القدر، باب ۱۸، ص ۴۸۷، رقم ۲۱۵۶: تفسیر الدر المنثور، ج ۸، ص ۱۸۔

غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ)۔[3]

ترجمہ:"جب حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو انہوں نے عرض کی: اے میرے ربّ! میں محمد ﷺ کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرمادے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:اے آدم! تو نے محمد کو کیسے جانا حالانکہ میں نے اسے ابھی (ظاہراً) پیدا ہی نہیں فرمایا، تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے ربّ! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اپنی روح (خاص) مجھ میں پھونکی تو میں نے اپنے سر کو بلند کیا، سو میں نے عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا پایا: "لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ" پس میں جان گیا کہ جس نام کو تو نے اپنے نام مبارک کے ساتھ رکھا ہے، وہ بلاشبہ مخلوق میں تیرا محبوب ترین ہے"۔ تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:"اے آدم! تو نے سچ کہا، بے شک وہ میرے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ محبوب تر ہے اور جبکہ تو نے مجھ سے اس کے وسیلے کے ساتھ سوال کیا ہے، تو میں تجھے بخش دیتا ہوں اور اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا"۔

---

3 مستدرک للحاکم، ج۲، ص۷۲۲، رقم: ۴۲۸۷۔ دلائل النبوۃ للبیہقی، ج۵، ص۴۸۹، الدر المنثور، ج۱، ص۱۴۲۳، معجم الصغیر للطبرانی، ج۲ص۸۲۔

جبکہ امام طبرانی نے اسے روایت کرتے ہوئے اتنے الفاظ کا اضافہ کیا ہے: "وَهُوَ آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ ذُرِّيَّتِك"[4]۔

ترجمہ: "وہ تیری اولاد میں سب سے آخری نبی ہوں گے"۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ

وَ كُلَّمَا سَهَى عَنْ ذِكْرِهِ الغَافِلُوْنَ۔

امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اور امام ابو نعیم اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الخَلْقِ آخِرَهُمْ فِي البَعْثِ)[5]۔

ترجمہ: "میں تخلیق کے لحاظ سے تمام انبیاء میں اوّل اور بعثت کے اعتبار سے آخری ہوں"۔

نسب محمدی کی شان وپاکیزگی

امام مسلم اپنی صحیح میں سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

4 موجودہ المعجم الصغیر للطبرانی میں یہ الفاظ زائد ہیں: فَاَوْحَى اللهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَيْهِ يَا آدَمُ اِنَّهُ آخِرُ النَّبِيِّيْنَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ وَ اِنَّ اُمَّتَهُ آخِرُ الاُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ وَلَوْلَاهُ يَا آدَمُ مَا خَلَقْتُكَ۔

5 دلائل النبوۃ، للامام ابی نعیم، الفصل الاوّل، ص ۴۲، رقم: ۳۔

(اِنَّ اللهَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمَاعِيْلَ وَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰی مِنْ كِنَانَةَ قُرَيْشاً وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَاَنَا خِيَارٌ مِنْ خِيَارٍ)[6]۔

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اولادِ ابراہیم میں سے اسماعیل کو منتخب فرمایااور پھر اولادِ اسماعیل میں سے کنانہ کو منتخب فرمایااوراولادِ کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایااور پھر اولادِ قریش میں سے بنوہاشم کو اوراولادِ ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایالہٰذا میں بہترین میں سے بہترین لوگوں میں سے ہوں"۔

امام ابو نعیم نے "دلائل النبوۃ" میں حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیاہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں:

(قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ اَرَ رَجُلاً اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَ لَمْ اَرَ بَنِيْ اَبٍ اَفْضَلَ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ)[7]۔

---

6 صحیح مسلم، کتاب الفضائل ۴۳، باب فضل نسب النبی ﷺ ۱، ص ۱۰۸۰، رقم ۲۲۷۶، مولف کتاب نے جو الفاظِ حدیث نقل کیے ہیں ہمیں تلاش کے باوجود صحیح مسلم میں وہ الفاظ نہیں مل سکے، صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں: (اِنَّ اللهَ اصْطَفٰی كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰی قُرَيْشاً مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ)۔

7 الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، للامام القاضی عیاض المالکی، ص ۵۱۲، رقم ۳۹۰، شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ، للامام ھبۃ اللہ الطبری اللالکائی، ص ۷۵۲، رقم ۱۴۰۲۔

ترجمہ: "میں نے مشرق و مغرب چھان ڈالے لیکن محمد سے افضل کسی کو نہیں دیکھا اور کسی باپ کی اولاد کو بنو ہاشم سے افضل نہیں دیکھا"۔[8]

پس سیدنا محمد ﷺ تمام مخلوقات میں سے بہترین اور تمام اگلوں اور پچھلوں میں سے برگزیدہ ہیں، آپ باعتبار تخلیق تمام انبیائے کرام سے مقدم اور بہ لحاظ بعثت سب سے آخری ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ ہی پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم فرمایا۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سب سے پہلے آپ کے نور کو پیدا فرمایا وہ (نورِ محمدی) حق کا دیدار کرتا رہا اور حق اُسے سراہتا رہا، ازاں بعد (یہ نور) بزرگی والے آباء و اجداد کی پشتوں سے پاکیزہ اُمہات کے ارحام میں منتقل ہوتا رہا، اُن پر بہترین دُرود اور پاکیزہ سلام ہوں۔

حضرت سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (قریش اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے یہاں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل نور تھے اور یہ نور اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کی تسبیح بیان کرتا اور ملائکہ کرام بھی ان کی طرح اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کی تسبیح بیان کرتے تھے)

---

8 یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا (حدائق بخشش)

(لَمَّا خَلَقَ اللهُ آدَمَ اَهْبَطَنِي فِي صُلْبِهِ إِلَى الْاَرْضِ وَحَمَلَنِي فِي صُلْبِ نُوحٍ فِي السَّفِينَةِ وَقَذَفَ بِي فِي صُلْبِ إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ لَمْ يَزَلِ اللهُ يَنْقُلُنِي مِنَ الْاَصْلَابِ الْكَرِيمَةِ إِلَى الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ مُصَفًّى مُهَذَّبًا لَا تَتَشَعَّبُ شُعْبَتَانِ إِلَّا كُنْتُ فِي خَيْرِهِمَا حَتَّى أَخْرَجَنِي مِنْ بَيْنِ اَبَوَايَ وَ لَمْ يَلْتَقِيَا عَلَى سِفَاحٍ قَطُّ فَاَنَا خَيْرُكُمْ نَفْسًا وَخَيْرُكُمْ اَبًا)[9]۔

ترجمہ: "پس جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو اس نور کو ان کی پشت میں رکھ کر زمین پر اُتارا (پھر بعد ازاں) نوح کی پشت میں رکھا اور پھر ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ مجھے پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل کرتا رہا، جب کبھی دو گروہ ہوئے تو مجھے ان میں سے بہترین ہی میں رکھا گیا حتیٰ کہ مجھے میرے والدین کے ذریعے پیدا فرمایا جو کبھی بھی بے حیائی میں ملوث نہیں ہوئے لہٰذا میں تم سے ذات اور آباء دونوں کے لحاظ سے بہترین ہوں"۔

امام ابن سعد نے حضرت ہشام بن محمد بن السائب کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

---

[9] المطالب العالیہ لابن حجر، ج۱۷، ص۱۹۵، رقم: ۴۲۰۹، الدرالمنثور، ج۷، ص۶۰۷، البدایۃ لابن کثیر، ج۳، ص۳۷۰۔

(كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ خَمْسَمِائَةِ أُمٍّ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِنَّ سِفَاحًا وَلَا شَيْئًا مِمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ)[10].

ترجمہ: "میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی پانچ سو ماؤں[11] کے حالات لکھے ہیں تو میں نے اُن میں سے کسی کو بھی بدکاری یا جاہلیت کی کسی بے حیائی و برائی میں مبتلا نہیں پایا"۔

لہٰذا آپ ﷺ اسی طرح پاکیزہ پشتوں سے ستھرے اَرحام میں منتقل ہوتے اور مختلف بطون میں جلوہ فرما ہوتے رہے حتی کہ یہ منتقلی کا سلسلہ آپ ﷺ کے بزرگی والے دادا عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان تک آن پہنچا۔

یہاں تک کے ناموں پر تمام اہل شان (علمائے کرام) کا اتفاق ہے اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت عدنان دراصل نبی اللہ اسماعیل بن خلیل اللہ ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں سے ہیں، اختلاف تو صرف اس بات پر ہے کہ

---

10 طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۴۲۔ البدایہ لابن کثیر، ج ۳، ص ۳۶۴، المواھب اللدنیہ للقسطلانی، ج ۱، ص ۸۶۔

11 اُمہات النبی: اس میں دادیاں اور نانیاں وغیرہ سب ہی شامل ہیں۔

حضرت عدنان اور حضرت اسماعیل کے درمیان کتنے آباۓ کرام تھے؟[12]

جبین عبد المطلب اور نورِ کونین

پس جب یہ نورِ محمدی حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو اس نور نے اُن کی پیشانی کو رخشندہ کر دیا جس کی تابانیوں سے انہیں بہت مسرت وشادمانی حاصل ہوئی اور حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ خواہاں ہوئے کہ یہ نورِ انور اِن سے کبھی جدا نہ ہو۔

حتی کہ انہیں خواب میں کہا گیا: اے عبد المطلب! فاطمہ بنت عمرو بن عائذ سے شادی کرلو۔ پس آپ نے شادی کرلی تو اس نور کی منتقلی کا وقت قریب ہو گیا پھر جب ان کی پیشانی سے اس نور کی منتقلی کی گھڑیاں آئیں کہ وہ اپنی زوجہ کے قریب ہوں تو حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ اپنی عادت کے مطابق شکار کرنے تشریف لے گئے (کچھ دیر بعد) شکار سے واپس لوٹے تو شدید پیاس لگی ہوئی تھی لہٰذا زمزم کے کنوئیں پر گئے اور پانی پیا پھر اپنی زوجہ فاطمہ کی قربت اختیار کی تو وہ جناب سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے حاملہ ہو گئیں جو کہ پیدا ہونے والے تمام

---

12 اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَقُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِکَ کَثِیْرًا﴾ [الفرقان:۳۸]۔
ترجمہ: "اور ان کے بیچ میں بہت سی سنگتیں"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: "حضرت عدنان سے حضرت اسماعیل تک تیس آباۓ کرام ہوۓ جن کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں"۔ (المورد الروی، للامام القاری، ملخصا)۔

لوگوں میں سے بزرگ تر (محمد مصطفی ﷺ) کے ہونے والے والد تھے، لہٰذا آبائے کرام میں جلوہ فرما رہنے والا یہ نور ان کی زوجہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ جب سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو یہی نور ان کی جبین اقدس میں ضوفشاں نظر آیا اور جو بھی ان سے ملاقات کرتا وہ خواہاں ہوتا کہ یہ نور اسے مل جائے۔

سیدنا یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کا خونی پیراہن

شام میں موجود علمائے یہود کو اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ نبی خاتم ﷺ کے والد پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ ان کے پاس حضرت سیدنا یحییٰ بن زکریا علیہما الصلاۃ والسلام کے خون سے تر ایک سفید جبہ تھا اور یہ وہی جبہ تھا جس میں آپ علیہ السلام کی شہادت ہوئی تھی، ان علمائے یہود نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ جب اس جبہ سے خون اُتر جائے اور یہ سفید ہو جائے تو آگاہ ہو جانا کہ محمد خاتم النبیین ﷺ کے والد پیدا ہو چکے ہیں۔

ان یہودیوں نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا تاکہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے لیے کوئی سازش کریں درایں اثنا ایک دن انہیں حضرت عبد اللہ تنہا مل گئے تو انہوں نے اُن کے قتل کا ارادہ کیا (اور قتل کرنے کے لیے آگے بڑھے) تو دیکھا کہ ایک گھوڑا ہے جو دنیاوی گھوڑوں سے مشابہت نہیں رکھتا وہ ان پر حملہ آور ہے اور انہیں اس اقدام سے روک رہا ہے۔

زم زم کا کنواں

حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ قریش کے سردار، حرم کے بزرگ اور بنو اسماعیل کی قوم میں بڑے مرتبے والے تھے ایک مرتبہ ان کے خواب میں کوئی آیا اور انہیں زم زم کا کنواں کھودنے کا کہا اور اپنی گفتگو میں اس جگہ کی نشاندہی بھی کردی۔ یہ زم زم کا کنواں ان کے دادا سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا مشرب اور سیدنا جبرائیل امین کا کھودا ہوا گڑھا ہے۔ اسے (قبیلہ) جرہم والوں نے بند کر دیا تھا اور پانچ سو سال سے اس کے آثار بھی مٹ چکے تھے[13]۔

جب خزاعہ والوں کو بیت الحرام کی تولیت ملی تو ایک روز حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لیا اور اسے کھودنا شروع کیا، اس زمانے میں کوئی دوسرا شریک نہیں تھا، انہوں نے تین دن تک کھدائی کی تو چاہِ زم زم کا کنارہ نظر آنے لگا پس انہوں نے اپنے ربّ منان کی تکبیر کہی اور فرمایا: یہ اسماعیل علیہ السلام کی منڈیر ہے، اہل قریش نے کہا: ہمیں بھی اس کام میں شریک کرلیں، تو آپ نے فرمایا: میں یہ کام از خود نہیں کر رہا یہ سعادت تو لوگوں سے الگ چن کر مخصوص کی گئی ہے، لہٰذا لوگوں نے حضرت عبد المطلب اور چاہِ

---

13 امام قسطلانی لکھتے ہیں: زم زم کے کنوئیں کو قبیلہ جرہم کے ایک شخص عمرو بن حارث نے اپنی قوم کے ساتھ مل کر بند کیا تھا، مواہب لدنیہ للقسطلانی ۱/۷۰۔

زم زم کے مابین حائل ہونے سے گریز کیا[14] تو انہوں نے یہ کنواں (دوبارہ) کھود لیا اور اس میں سے خانہ کعبہ کے زیورات اور طلائی سامان بھی نکال لیا۔

سیدنا عبد المطلب کی مَنّت

حضرت عبد المطلب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اس وقت نذر (منت) مانی تھی جبکہ انہیں اس کھدائی میں کوئی شریک کار نہیں مل رہا تھا کہ اگر ان کے دس بیٹے ہوئے تو ان میں سے ایک کو قربان کریں گے، لہٰذا دس کی تعداد حضرت سیدنا عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ پر مکمل ہوئی، تو انہوں نے اپنی نذر پوری کرنے کا ارادہ کیا کہ اب وہ ان دس میں سے کسی ایک کو قربان کریں گے، تو انہوں نے بیت الحرام کے صحن میں (تمام بیٹوں کے ناموں کا) قُرعہ ڈالا، تو انہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا نام بھی تھا۔

جبکہ حضرت عبد المطلب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یہ چاہتے تھے کہ ان کے نام کا قرعہ نہ نکلے کیونکہ انہیں آپ سے بہت محبت تھی، لیکن قرعہ انہیں کے نام پر نکلا تو آپ نے انہیں پکڑا اور اسی وقت قربان کرنے کا عزم کیا لیکن اہلیانِ قریش نے انہیں

14 امام ملا علی القاری "المورد الروی" میں امام قسطلانی کے حوالے سے لکھتے ہیں: قریش آڑے آئے اور انہیں کنواں کھودنے سے منع کیا بلکہ بیوقوفوں کے ذریعہ تکالیف بھی پہنچائیں، مواہب لدنیہ للقسطلانی، ۱/۱۷۰۔

منع کیا اور کہا: اگر آپ نے ایسا کر دیا تو عرب بھی آئندہ اس میں آپ کی پیروی کریں گے لہٰذا آپ ہر قرعہ کے بدلے میں دس اونٹوں کو شامل کریں، پس اب کی مرتبہ قرعہ حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور دیت کی مقدار اونٹوں پر ڈالیں اور دیت کی مقدار اس وقت دس اونٹ تھی، پس اگر دوبارہ ان کے نام پر قرعہ نکلے تو دس مزید بڑھادیں یوں ہی کرتے رہیں حتی کہ قرعہ اونٹوں کے نام پر جا نکلے تو آپ جان لیں کہ اس فدیہ کو قبول کر لیا گیا ہے۔

لہٰذا حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کیا اور بار بار قرعہ ڈالتے رہے اور یک بعد دیگرے دس دس اونٹوں کی زیادتی کرتے رہے کیونکہ ہر بار قرعہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہی کے نام کا نکل رہا تھا لیکن جب سو کی تعداد مکمل ہو گئی تو قرعہ اونٹوں کے نام پر نکلا حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ (صرف ایک بار ہی پر مطمئن نہ ہوئے بلکہ) قرعہ کو تین مرتبہ مزید ڈالا گیا تب بھی ہر بار اونٹوں ہی کا نام آیا جس میں ان کی جانب اشارہ تھا تو آپ نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے انہیں نحر کیا اور اللہ تعالیٰ کے حبیب و خلیل کے اُس نور کو اِن کی پیشانی میں ہی دمکتا ہوا رہنے دیا۔

قریش کی خواتین اور نورِ محمدی

قریش کی خواتین اس نور کو تکتیں اور اسے لینے کی خواہش مند تھیں، فرشتے انہیں (سیدنا عبد اللہ کو) نظر آتے جو انہیں مبارک باد دیتے تھے، پس جب

حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ان کے نکاح کا ارادہ کیا تو اسی اثنا میں ورقہ ابن نوفل کی بہن رقیہ[15] ان کے پاس سے گزریں تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگیں: میری طرف آؤ، میں تمہیں اُتنے اونٹ دوں گی جتنے تمہاری طرف سے نحر کیے گئے تھے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

اَمَّا الحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَهُ وَالحِلُّ لَاحِلَّ فَاسْتَبِيْنَهُ

فَكَيْفَ بِالاَمْرِ الَّذِى تَبْغِيْنَهُ يُحْمِى الكَرِيْمُ عِرْضَهُ وَ دِيْنَهُ

ترجمہ: حرام کام کرنے سے تو مر جانا بہتر ہے اور حلال کام جائز ہے لیکن واضح ہو جائے کہ یہ کام حلال نہیں ہے، پس تم مجھ سے جو کچھ چاہتی ہو (وہ ہو نہیں سکتا سن لو) ایک کریم و شریف شخص اپنی دین و عزت کو سنبھال کر رکھتا ہے۔

پھر آپ اپنے والد گرامی کے ساتھ وہب بن عبد مناف کے پاس تشریف لے گئے جو کہ بزرگی وعفت والی سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کے والد تھے اور وہب نے شام کے یہودیوں کی حضرت عبداللہ کو قتل کرنے کی متفقہ سازش بھی ملاحظہ کی تھی اور اُن گھوڑوں کو بھی دیکھا تھا جنہوں نے انہیں اس اقدام سے روکا تھا اور وہ ان (دنیاوی) گھوڑوں کے مشابہ نہیں تھے۔

---

15 امام ابن سعد نے اپنی "طبقات" ۱/۷۶ میں اس عورت کا نام فَاطِمَةُ بِنْتِ مُرٍّ خَثْعَمِيَّة لکھا ہے جبکہ امام صالحی نے "سبل الہدی والرشاد" ۱/۳۹۲ میں اسے یہودیوں کے قبیلے -تبالہ- کی خاتون بیان کیا ہے، ممکن ہے ورقہ بن نوفل کی بہن رقیہ کا واقعہ اس کے علاوہ ہو۔

نکاح سیدنا عبد اللہ و سیدہ آمنہ

تو انہیں بھی آرزو ہوئی کہ (اپنی بیٹی) آمنہ کا نکاح ان سے کر دیں، اس وقت حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا قریش کی بہترین عورتوں میں سے تھیں لہٰذا انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو حضرت آمنہ کی شادی کر دی گئی اور یہ شادی خیر و برکت کے ظہور کا سبب بنی۔

پس جب حضرت آمنہ کی طرف اس نورِ حبیب وہادی ﷺ کی منتقلی اور جلوہ فرما ہونے کا لمحہ قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے جنت کے خازن رضوان کو حکم فرمایا کہ وہ فردوس کے دروازے کھول دے اور آسمان و زمین میں ندا کر دے کہ وہ نور جس کے سبب تمام بھلائیوں کا ظہور ہوا ہے، اب اس زمانے میں آغوشِ آمنہ میں سمانے والا ہے لیکن اس کی برکتیں ساری کائنات میں پھیلیں گی۔

پس حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ (اپنی زوجہ) سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور تسکین پائی لہٰذا یہ بقعہ انوار اُن کی جانب منتقل ہو کر وہاں ضوفشاں ہونے لگا تو یوں آپ حبیب و شفیع ﷺ کے وجود سے حاملہ ہو گئیں، یہ معاملہ پیر کے دن، یا رجب المرجب کے پہلے جمعہ کو مکہ مکرمہ میں شعب ابی طالب میں ہوا جبکہ ایک قول کے مطابق منیٰ میں جمرہ وسطیٰ کے قریب ایام تشریق میں ہوا۔

والد ماجد کی وفات

جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک بیس سال تھی تو آپ کے والد گرامی نے قریش کے تاجروں کے ہمراہ آپ کو شام کے سفر پر روانہ کیا تاکہ کچھ خوردنی اشیاء (مالِ تجارت کے ذریعہ) لائیں، آپ شام سے واپسی پر مدینہ منورہ میں بیمار ہوگئے تو آپ کو والد گرامی کے رشتہ داروں میں سے بنی عدی بن نجار کے یہاں چھوڑ دیا گیا پھر (اس مرض میں آپ کا) وصال ہوگیا اور نیکوکاروں کے شہر طیبہ میں "دار نابغہ" میں تدفین ہوئی۔

صحیح قول کے مطابق اس وقت آپ ﷺ اپنی والدہ کے بطن ہی میں تھے اور یہ نہایت درجہ کی یتیمی اور مراتب عظیمہ کا پیش خیمہ تھا پس فرشتوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے ہمارے ربّ! تیرا نبی باپ سے محروم ہوگیا ہے اب اس کا محافظ و مربی کوئی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں اس کا ولی، مددگار، مربی، معین اور کفایت کرنے والا ہوں۔

جب حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کو وفات کی خبر موصول ہوئی تو آپ نے یہ مرثیہ کہا:

عَفَی جَانِبُ الْبَطْحَاءِ مِن ابْنِ هَاشِمٍ وَجَاوَرَ لَحْداً خَارِجاً فِي الْغَمَاغِمِ

دَعَتْهُ الْمَنَايَا بَغْتَةً فَأَجَابَهَا وَمَا تَرَكَت فِي النَّاسِ مِثْلَ ابْنِ هَاشِمٍ

فَإِنْ تَكُ غَالَتْهُ الْمَنَايَا وَ رَيْبُهَا فَقَدْ كَانَ مِعْطَاءً كَثِيْرَ التَّرَاحُمِ

ترجمہ: بطحاء کی وادی نے ہاشم کی اولاد کو اپنے اندر چھپالیا اور بادلوں سے پرے اس کی لحد بنائی گئی، انہیں موت نے اچانک آواز دی تو یہ سب کچھ چھوڑ کر چلے گئے، لیکن انہوں نے آل ہاشم میں اپنی مثل کوئی نہیں چھوڑا، اگرچہ موت نے تمہیں اچانک پکڑ لیا لیکن تمہاری سخاوت اور رحمدلی کی عادات (کے نقوش تو ہمیشہ باقی) رہنے والے ہیں۔

آمد مصطفیٰ ﷺ

پس جب نبوت کے چاند کی چاندنی کرنے اور ایمان وہدایت کے سورج کے چمکنے کا وقت آیا تو آسمانوں اور زمینوں میں خوشخبریاں دی گئیں اور کائنات کے طول وعرض میں بھلائیاں عام کر دی گئیں، قریش کو شدید تنگی کے بعد فراوانی ملی اور پے در پے نعمتوں کی مکمل بارش میسر آئی، کہانت اُٹھالی گئی اور اس کے ساتھ پیش گوئی کرنے والے نامراد ہوئے۔

حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"مجھے محسوس ہی نہیں ہوا کہ میں حاملہ ہوں اور نہ ہی حمل کی کوئی تکلیف پائی البتہ میرا حیض منقطع ہو گیا تھا اور مجھے سوتے جاگتے ہوئے یہ صدا سنائی دیتی تھی: تم لوگوں کے سردار اور اس اُمت کے نبی ﷺ سے حاملہ ہو"۔

جب ان کی پیدائش ہوئی اور یہ زمین پر تشریف لائے تو میں نے کہا: میں انہیں ہر حاسد کے شر سے واحد (جل جلالہ) کی پناہ میں دیتی ہوں۔

پیدائش کی وقت کی ایک کرامت ونشانی یہ ظاہر ہوئی کہ ان کے ساتھ ہی ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے، ان کا نام محمد رکھا گیا، کیونکہ تورات وانجیل میں انہیں احمد کہا گیا اور قرآن مجید میں محمد مذکور ہوا کہ اہل ارض وسما ان کی تعریف کریں گے۔

پھر فرشتے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر نازل ہوئے، اسے گھیر لیا، تسبیح وتقدیس اور تکبیر وتہلیل کہنے لگے تب حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا نے حبیب کریم محمد عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلاَةِ وَاَتَمُّ التَّسْلِيْمِ کو جنا، آپ ﷺ نہایت سکون وطمانیت اور پاکیزہ وطیب تشریف لائے اور آتے ہی گھٹنوں کے بل جھکے اور سر اقدس کو آسمان کی جانب بلند کر لیا، آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا، آپ ﷺ ایسے پاک وصاف پیدا ہوئے کہ زچگی کی کوئی آلائش نہ تھی، ناف بریدہ تھے اور سفید رنگ کی مہر ختم نبوت لگی ہوئی تھی، انگشت ہائے مبارکہ بند تھی صرف شہادت کی انگلی کھلی ہوئی تھی جس سے تسبیح کا اشارہ کر رہے تھے، آپ ﷺ سے ایسا نور برآمد ہوا جس نے مشرق ومغرب کو منور کر دیا، اسی روشنی میں آپ کی والدہ نے سر کی آنکھوں سے بُصریٰ کے محلات ملاحظہ کیے[16] یہ سارا معاملہ

---

16 صحیح ابن حبان، مستدرک للحاکم اور مسند احمد میں حضرت عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنِّي عِنْدَ اللهِ فِي اُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ =

عظمت والے شہر مکہ مکرمہ میں اس مکان میں ہوا جسے اب مولد النبی[17] کے نام سے جانا جاتا ہے، بعد ازاں رشید کی والدہ خَیزُرَان نے اسے اپنا مسکن بنالیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ ۱۲؍ ربیع الاوّل پیر کے روز صبح کے وقت پیدا ہوئے، یہی قول زیادہ صحیح ہے، بعض حضرات نے کہا: ۸؍ ربیع الاوّل جمعہ کے

=

النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُنَبِّئُكُمْ بِاَوَّلِ ذٰلِكَ دَعْوَةِ اِبْرَاهِيْمَ وَبُشْرٰى اَخِيْ عِيْسٰى قَوْمَهٗ وَ رُؤْيَا اُمِّيْ الَّتِيْ رَأَتْ اَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا حِلْنَ وَضَعَتْ نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ. ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نزدیک اُم الکتاب میں خاتم النبیین لکھا گیا تھا حالانکہ آدم اپنے خمیر میں گوندھے پڑے تھے اور میں تمہیں بتاتا ہوں، میں دعائے ابراہیمی ہوں اور اپنے بھائی عیسیٰ کی وہ بشارت ہوں جو انہوں نے اپنی قوم کو دی اور اپنی ماں کا وہ حسین خواب ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ اُن میں سے ایک نور نکل کر چمکا جس سے اُن کے لیے شام کے محلات روشن ہوگئے۔

مستدرک للحاکم، ج۲، ۲/۶۰۵، رقم ۴۲۳۴: مسند احمد، ج۳، ۴/۱۲۷، رقم ۱۷۱۵۰: دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص۴۸: التاریخ الکبیر للبخاری، ۶/۶۸، رقم ۱۷۳۶: دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱/۱۳۰: صحیح ابن حبان، ۱۴/۳۱۳، رقم ۶۴۰۴

17 یہ امام نورالدین سمہودی کی زمانے کی بات ہے، ماضی قریب میں نجدی جارحیت وبربریت کی وجہ سے جہاں دیگر بہت سے آثار نبویہ متاثر ہوئے، وہیں اس مکان کو بھی لائبریری میں تبدیل کردیا گیا ہے تاکہ وہاں اہل محبت کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری نہ رہ سکے۔

روز اور بعض نے کہا: ۲؍ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے، جبکہ ۳؍ ربیع الاوّل، ۱۰؍ ربیع الاوّل، رمضان المبارک وغیرہ کے اقوال بھی بیان کیے گیے ہیں۔

اہل علم حضرات کے نزدیک صحیح قول کے مطابق آپ ﷺ کے حمل میں جلوہ فرما رہنے کی مدت نو مہینے تھی، آپ ﷺ کی پیدائش یوم الفیل کے واقعے کے پچاس دن بعد ہوئی جبکہ کسریٰ کے بادشاہ نوشیرواں کی حکمرانی تھی[18] اور اس کا عدل مشہور تھا۔ ۵۷۸ عیسوی، ۲۰؍ اپریل بمطابق ربیع الاوّل جو کہ تمام فصول و مواسم میں بہتر ہے، ہوئی جیسا کہ علمائے کرام نے بیان کیا ہے۔

---

18 امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

یہ بات جو زبان زد عام ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا تو اس قول کی کوئی اصل موجود نہیں ہے اور بعض تاریخی شواہد سے بے خبر افراد نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ علمائے کرام کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں کسریٰ نوشیرواں عادل کے زمانے میں ہوئی۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں لکھا ہے کہ ہمارے شیخ حافظ ابو عبد اللہ اس بات کے باطل ہونے پر نہایت کلام فرماتے تھے جو بعض جہلا نے گھڑ رکھی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں یعنی نوشیرواں کے زمانے میں۔ المورد الروی للامام علی القاری، ملخصاً۔

معجزاتِ ولادت

پیدائش کے وقت بہت سے عجیب و غریب واقعات رونما ہوئے، ایوانِ کسریٰ میں زلزلہ آیا[19] اور اس کے محل کے کچھ کنگرے گر گئے یہ میلاد النبی کے وقت ہونے والی اہم نشانیوں میں سے ایک ہے نیز بت اپنے منہ کے بل گر پڑے، مجوسی کے آتشکدہ کی وہ آگ جو ایک ہزار سال سے نہیں بجھی تھی وہ بھی یک لخت ٹھنڈی ہو گئی، ساوہ[20] کا چشمہ خشک ہو گیا اور سماوہ کی وادی سیراب ہو گئی۔

علمائے سابقین نے ان کی پیدائش کی نوید سنائی اور علامات و نشانیاں بیان کیں، شیاطین کو آسمانوں پر جانے اور خبریں چوری کرنے سے روک دیا گیا انہیں شہاب مارے جانے لگے، جنات نے ان کی آمد کی صدائیں دیں۔

جس وقت حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو پیدائش کی خبر دی گئی وہ حرم میں تھے یہ خبر سن کر وہ بہت فرحاں ہوئے اور وہ کچھ افراد کے ساتھ (بیت

---

19 امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "معرفۃ الصحابہ" میں حضرت مخزوم بن ہانی کی اُن کے والد سے روایت ذکر کرتے ہیں اور اُن کی عمر ۱۵۰ سال ہوئی: ایوان کسریٰ میں زلزلہ آیا جس سے ایک ہیبت ناک آواز سنائی دی اور ایوان کسریٰ میں دراڑیں پڑ گئیں۔ عیون الاثر لابن سید الناس: ۱/ ۸۳۔

20 "بحیرۃ ساوہ" بہت بڑا تھا حتیٰ کہ اس کا فاصلہ ایک فرسخ سے بھی زیادہ تھا اور یہ عراق عجم میں "ہمدان اور قم" کے درمیان واقع تھا اِس میں کشتیاں چلا کرتی تھیں اور اس کے قرب و جوار کے باشندے مثلاً فرغانہ، رے وغیرہ اس میں سفر کرتے تھے۔

آمنہ) چلے آئے، حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا نے ان تمام باتوں سے آپ کو آگاہ کیا جو انہوں نے اب تک ملاحظہ کی تھیں یا جو کچھ اس بچہ کے بارے میں انہیں کہا گیا تھا، تمام باتیں سن کر حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے خواتین سے فرمایا:

اس بچے کا خیال رکھنا میں امید کرتا ہوں کہ اس کی بلند شان ہو گی، پھر آپ نے انہیں گود میں لیا اور خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور طواف کرتے ہوئے کہنے لگے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْطَانِیْ   هٰذَا الْغُلَامَ الطَّیِّبَ الْاَرْدَانِ

قَدْ سَادَ فِی الْمَهْدِ عَلَی الْغِلْمَانِ   أُعِیْذُهٗ بِالْبَیْتِ ذِی الْاَرْکَانِ

مِنْ حَاسِدٍ مُضْطَرِبِ الْعَیْنَانِ

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے یہ پاکیزہ و مطیب لڑکا عطا کیا ہے، یہ تو گود ہی میں لڑکوں کا سردار ہو گیا، میں اِسے ستونوں والے (یعنی خانہ کعبہ کے رب) کی پناہ میں دیتا ہوں ہر نظر لگانے والے حاسد کی آنکھوں سے[21]۔

نام محمد ﷺ

آپ ﷺ کے دادا نے پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کیا اور اپنی قوم کے بزرگوں کو دعوت پر مدعو کیا جب وہ لوگ کھا کر فارغ ہو چکے تو انہوں

21 طبقات ابن سعد: ج:۱ ص: ۸۳: الروض الانف: ج:۲: ص: ۱۵۷۔

نے کہا: اے عبد المطلب! اس بچے کا نام کیا رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: اے بزرگوں "محمد" رکھا ہے۔ وہ بولے: تم نے اپنے باپ دادا اور گھر والوں کے ناموں سے بھلا کیوں بے رغبتی کی ہے؟ آپ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ یہ بچہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کے یہاں قابلِ تعریف ہوگا اور زمین میں لوگوں کے درمیان پس اللہ تعالیٰ نے اُنکی آرزو کو پورا کر دیا جیسا کہ اُسکے علمِ ازلی میں موجود تھا۔

رضاعت

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے سات دن دودھ پلایا بعد ازاں ثویبہ اسلمیہ جو کہ ابو لہب کی کنیز تھی اس نے دودھ پلایا، آپ ﷺ کے چچا (ابو لہب) نے اسے آپ کی پیدائش کی خوشخبری دینے پر آزاد کر دیا تھا، اسی لیے روایت میں آیا ہے کہ اس سے ہر پیر کے روز عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ اسی ثویبہ نے آپ ﷺ سے قبل آپ کے چچا حمزہ بن عبد المطلب کو بھی دودھ پلایا تھا اور آپ ﷺ کے بعد ابو سلمہ بن عبد الاسد کو بھی، تو یہ ان سب کی رضاعی والدہ ہیں۔ آپ ﷺ ان کے لیے مدینہ منورہ سے چادر اور سامان بھیجا کرتے تھے، صحیح قول کے مطابق آپ نے اسلام کی حالت میں وصال فرمایا۔

حلیمہ سعدیہ کی خوش بختی

ان کے بعد حلیمہ سعدیہ بنت ابی ذویب نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا، بیان کیا گیا ہے کہ آپ شدید قحط سالی کے موقع پر (بنی سعد بن بکر کی عورتوں کے

ساتھ) مکہ مکرمہ تشریف لائیں تاکہ وہاں سے کسی بچے کو دودھ پلانے کے لیے ساتھ لے جائیں تاکہ اس کی اجرت سے کچھ تنگی کے لمحات سہل ہو جائیں، اس سفر میں آپ کے شوہر حارث بن عبدالعزی بھی ہمراہ تھے جنہوں نے اپنی پوری کوشش صرف کر رکھی تھی اور ان کے پاس ایک اونٹنی بھی تھی جس میں ایک قطرہ بھی دودھ نہیں تھا، ساری رات آپ کے بچے روتے اور بلبلاتے رہتے تھے لیکن ان کی آغوش میں اتنا دودھ بھی باقی نہ رہا تھا کہ انہیں پلا کر سیراب کر سکتیں۔

آپ فرماتی ہیں: کوئی عورت بھی ایسی نہ رہی تھی جس کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو نہ لایا گیا ہو لیکن ہر ایک نے یتیم ہونے کی وجہ سے لینے سے انکار کر دیا تھا[22] اور یہ کہتی تھیں: ہمیں بچے کے والد سے جس بھلائی کی امید ہے وہ ماں کی طرف سے نہیں مل سکتی، لہٰذا ہر ایک نے کوئی نہ کوئی بچہ رضاعت کے لیے حاصل کر لیا لیکن مجھے کوئی بھی نہ مل سکا اور میں بغیر بچے کے واپس لوٹنا پسند نہیں کرتی تھی اور تمام تر باتیں ایک طرف لیکن مجھے ان کا روشن چہرہ بہت پسند آیا، لہٰذا میں نے آکر انہیں یعنی نبی کریم ﷺ کو لے لیا۔

---

22 بلکہ رسول اللہ ﷺ نے خود ہی گویا ان کے پاس جانے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ آپ کی رضاعت کی سعادت ازل ہی میں سیدہ حلیمہ سعدیہ کو عطا کر دی گئی تھی، دُرِ یتیم کی قدر دانی اللہ تعالی نے انہیں کے مقدر میں لکھی تھی اور یہ ایسا فخر ہے جس کے سامنے دنیا و مافیہا کی ہر نعمت کم ہے۔

جب میں نے واپس کا عزم کیا تو اپنی پستانِ (اقدس) کو انہیں پیش کر دیا تا کہ جو کچھ دودھ ہے وہ پی لیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنی پستان سے دودھ نوش فرمایا حتی کہ خوب سیراب ہو گئے پھر میں نے بائیں پستان پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا، میں نے وہ اپنے بیٹے کو پلائی تو وہ اسے پی کر سیراب ہو گیا اور مزید نہ پی سکنے کی بنا پر اسے چھوڑ دیا، جب شام ہوئی اور ہم نے کھانے کا ارادہ کیا تو میرے شوہر نے اونٹنی کو دیکھا وہ دودھ سے بھری ہوئی تھی، اس نے دودھ نکالا اور ہم دونوں نے خوب پیا حتی کہ دونوں ہی شکم سیر ہو گئے پھر سوئے تو یہ رات ہمارے اور ہماری اولاد کے لیے خیر و برکت والی گزری، میرے شوہر نے مجھ سے کہا: اے حلیمہ! بیشک تو نے بہت مبارک و بلند شان والا بچہ لیا ہے۔

پھر ہم اپنے شہر کی جانب لوٹے تو میں اپنی سواری کے ساتھ ہمراہیوں پر سبقت لے گئی تو عورتیں ایک دوسرے سے کہنے لگیں: بھلا کیسے تم نے ہمارے قافلے پر سبقت حاصل کر لی حالانکہ آتے وقت تو یہ سواری تمہیں بڑی مشکل سے گرتی پڑتی یہاں لائی تھی لیکن اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ بہت طاقتور و تیز ہو گئی ہے؟ میں نے ان سے کہا: ہاں ایسا ہی ہے۔

ہماری بہت سی بکریاں تھیں جنہیں ہم چرنے کے لیے اپنی زمین میں بھیجا کرتے تھے اور اللہ جانتا ہے کہ ہماری زمین کس قدر بنجر اور ویران تھی لیکن ہماری بکریاں اسی زمین میں چرنے جاتیں اور واپسی پر ان کا دودھ بھرا ہوا ہوتا تھا

تو ہم جس قدر چاہتے دودھ پی کر سیر اب ہو جایا کرتے تھے لیکن ہمارے علاقے والوں کی بکریوں میں ایک قطرہ بھی دودھ نہیں ہوتا تھا، وہ لوگ چرواہے سے کہا کرتے: ہائے تجھے کیا ہو گیا ہے ہماری بکریاں بھی اسی جگہ چرایا کرو جہاں ابو ذوٴیب کی بیٹی کی بکریاں چراتے ہو، پس ان کی بکریاں بھی وہیں چرتی جہاں ہماری بکریاں چرا کرتی تھیں لیکن پھر بھی ان کی بکریاں بغیر دودھ کے واپس آتیں جبکہ ہماری بکریاں دودھ سے لبالب ہوتیں ہم جتنا چاہتے ان کا دودھ دوہا کرتے تھے۔

اللہ تعالی کی برکتیں ہم پر نازل ہوتی رہیں اور ہم جانتے تھے کہ یہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک دو سال ہو گئی لیکن آپ ﷺ کے بچپن کی اُٹھان بھی دیگر بچوں سے بالکل جدا تھی، اللہ کی قسم! آپ ﷺ دو سال کی عمر میں بھی نہایت صحت مند و توانا تھے، لہٰذا ہم انہیں لے کر آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے پاس واپس لوٹے تو اُن کی آنکھیں انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور انہیں دلی مسرت ہوئیں، ہم آپ ﷺ کی عظیم برکات کے سبب آپ کو واپس نہیں کرنا چاہتے تھے نیز ہمیں شہری ماحول کی وباء کا بھی خوف تھا اسی لیے ہم انہیں اپنے علاقے واپس لے جانے کے خواہاں تھے لہٰذا (منت و سماجت کے بعد) ہم اپنی خواہش میں کامیاب ہو گئے۔

آپ ﷺ کے واپس لائے جانے کے دو یا تین مہینے بعد کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ کا رضاعی بھائی جو آپ کے ساتھ کھیل رہا تھا اچانک دوڑتا ہوا ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے قرشی بھائی کی خبر لو کہ اس کے پاس دو شخص آئے جنہوں نے سفید رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے انہوں نے میرے بھائی کو پکڑ کر لٹایا اور اس کا پیٹ چاک کر دیا ہے، یہ سن کر میں اور میرا شوہر بھاگتے ہوئے گئے تو ہم نے آپ ﷺ کو کھڑا ہوا دیکھا لیکن آپ کا رنگ متغیر تھا پس آپ کے رضاعی والد نے آغوش میں لیا اور پوچھا کیا ماجرا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دو افراد آئے جنہوں نے سفید رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے انہوں نے مجھے پکڑ کر لٹایا اور میرے پیٹ کو چاک کر کے اس میں سے کسی چیز کو نکال کر باہر پھینک دیا اور پھر اسے دوبارہ بند کر دیا جیسا کہ پہلے تھا۔

میرے شوہر نے کہا: میرے ساتھ چلو ہم انہیں اِن کی والدہ کی پاس واپس چھوڑ آتے ہیں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرے اس بیٹے کو کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے لہٰذا ہم انہیں ساتھ لے کر اِن کی والدہ کے پاس لوٹے تو انہوں نے دیکھ کر فرمایا: تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ انہیں ساتھ لے جانے کے لیے کاوشیں کر رہے تھے اور اب انہیں واپس بھی لے آئے ہو؟ ہم نے کہا: ہمیں ان کے بارے میں مصائب کا اندیشہ ہے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے بتاؤ کیا ماجرا اور کیا واقعہ ہے؟ پس ہم نے سارے واقعات تفصیل سے ان کے گوش

گزار کردیے جنہیں سن کر آپ نے فرمایا: کیا تمہیں ان کے بارے میں شیطان کا خوف ہے، ہر گز نہیں، اللہ کی قسم! شیطان کو ان پر کوئی سبیل نہیں ہے کہ بے شک میرے بیٹے کی بڑی شان ہے کیا میں تمہیں ان کے بارے میں کچھ بتاؤں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں، ضرور بتائیں، پس آپ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ (دورانِ حمل اور وقت پیدائش) دیکھا تھا اور جو غیبی صدائیں سنی تھیں وہ بیان کیں، پھر آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم لوگ انہیں میرے پاس ہی چھوڑ دو۔

شقِ صدر

صحیح مسلم میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَ هُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ: هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاَمَهُ ثُمَّ اَعَادَهُ فِي مَكَانِهِ وَ جَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهِ (يَعْنِي ظِئْرَهُ) فَقَالُوا: اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَ هُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ . قَالَ اَنَس: وَ قَدْ كُنْتُ اَرٰى اَثَرَ ذٰلِكَ الْمَخِيْطِ فِي صَدْرِهِ)[23]۔

23 صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ، ج ۴، ص ۷، ۸۷، رقم ۱۲۶۔

ترجمہ: "حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جبرائیل امین تشریف لائے، آپ ﷺ اس وقت بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے تو انہوں نے آپ ﷺ کو پکڑ کر لٹایا اور سینہ چاک کر کے دل نکالا اور اس میں سے سیاہ رنگت کا کوئی لو تھڑا باہر پھینکا اور کہا: یہ شیطان (کے وار کرنے) کا حصہ تھا، پھر اسے (دل کو) سونے کے طشت میں زم زم کے پانی سے دھویا اور دوبارہ سی دیا، بچے اپنی ماں کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور کہا: محمد قتل ہو گئے ہیں! وہ سب آپکی طرف آئے تو آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کا رنگ اُڑا ہوا تھا"۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس سلائی کا نشان آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر دیکھا تھا۔

صحیحین (بخاری و مسلم) میں مذکور ہے کہ معراج کی رات بھی آپ ﷺ کا سینہ اقدس چاک کیا گیا تھا لہٰذا سینہ چاک کرنے کا واقعہ کئی مرتبہ ہوا ہے[24]۔

---

24 شق صدر کا واقعہ کتنی بار وقوع پذیر ہوا اس میں قدرے اختلاف ہے جمہور علمائے اسلام اسی جانب ہیں کہ تین مرتبہ وقوع ہوا، پہلی مرتبہ سیدہ حلیمہ کے یہاں چار یا پانچ سال کی عمر میں، دوسری مرتبہ اعلان نبوت کے وقت غارِ حراء میں اور تیسری مرتبہ معراج کی رات مکہ مکرمہ میں۔ اہل سنت کے علمائے کرام نے شق صدر کا واقعہ حضور ﷺ کے معجزات میں سے قرار دیتے ہوئے اسے ثابت رکھا ہے جبکہ معتزلہ علی الاعلان اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کے وقوع پر اپنے تئیں عقلی اعتراضات کرتے ہیں جن کے جوابات علمائے اسلام نے ذکر کر دیے ہیں اس کی کچھ =

سیدتنا خدیجہ کی حلیمہ سعدیہ پر سخاوت

حضرت سیدتا حلیمہ رضی اللہ عنہا اس وقت بقید حیات تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تھا تو اسی زمانے میں یہ مکہ مکرمہ تشریف لائی تھیں اور شکایت کررہی تھی کہ ان کے علاقے میں قحط سالی ہے اور مواشی ہلاک ہورہے ہیں یہ سن کر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ تعاون فرمایا اورانہیں چالیس بکریاں اورایک اونٹ عنایت فرمایا جنہیں لے کر یہ اپنے علاقے واپس تشریف لے گئیں، پھر یہ اسلام کے زمانے میں واپس تشریف لائیں اورانہوں نے اوران کے شوہر نے اسلام قبول کرلیا تھا جبکہ ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا[25]۔

=

تفصیل "تفسیر کبیر" اور "عمدۃ القاری" میں بھی مذکور ہے۔

اہل تشیع اس بارے میں بظاہر اختلاف نہیں کرتے لیکن اقرار کرنے سے بھی کتراتے ہیں ان کے مجتہد اعظم مجلسی نے "بحار الانوار" میں لکھا ہے: ہم اس کا انکارواثبات کرنے کے بجائے توقف کرتے ہیں لیکن ہمارے شیعہ علماء نے اس واقعہ پر اعتراضات کیے ہیں، ۶۱/ ۴۰۱، دور جدید کے کچھ نام نہاد محقق بھی انہی کی پیروکاری میں شامل دکھائی دیتے ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں سواد اعظم کی موافقت اوراسی پر موت نصیب فرمائے۔

25 الحمد للہ ہمیں اپنے جمہور علمائے اسلام کی اتباع کی بدولت صرف یقین ہی نہیں بلکہ یقین کامل واکمل ہے کہ محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضائی والدہ اوروالد

=

رضاعی بہن کی آمد اور مصطفی کریم ﷺ کی محبت

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے رضاعی بہن بھائیوں میں عبد اللہ، اُنیسہ اور شیماء شامل ہیں، سیدہ حلیمہ کے شوہر حارث بن عبد العزی جن سے آپ کی اولاد ہوئی یہ قبیلہ ہوازن سے تعلق رکھتے تھے اور اسی رضاعت کے سبب رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ہوازن کے چھ ہزار قیدیوں کو واپس کر دیا تھا انہیں قیدیوں میں آپ ﷺ کی رضاعی بہن شیماء بھی شامل تھیں جب جنگ حنین کے موقع پر یہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کے لیے چادر بچھائی اور انہیں اس پر بٹھایا اور ارشاد فرمایا:

اگر تمہیں پسند ہو تو میرے پاس ہی تکریم سے رہو اور اگر چاہو تو اپنی قوم کے ساتھ واپس چلی جاؤ، تو آپ نے قوم کے ساتھ جانے کے لیے عرض کی لہٰذا آپ ﷺ نے انہیں کافی سامان دیا اور تکریم کے ساتھ رخصت فرمایا۔

=

وغیرہ سب ہی دولت ایمان سے مشرف ہوئے تھے، اسی لیے ہم نے ترجمہ میں جابجا ان حضرات کے اسمائے گرامی کے ساتھ رضی اللہ عنہا اور رضی اللہ عنہ وغیرہ لکھا ہے۔ امام الحدیث سیدنا جلال الدین سیوطی نے ایمانِ والدین پر گیارہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں اس موضوع پر بہترین مواد یکجا کر دیا ہے، ہم نے اپنی دیگر کتب میں کئی جگہ اس حوالے سے کلام کیا ہے لہٰذا یہاں تفصیلی دلائل کے اعادے کی حاجت نہیں۔ اعجاز

والدہ کے ساتھ مدینہ منورہ کا سفر

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے زمانے میں اوران کے وصال کے بعد بھی سیدہ اُم ایمن برکتِ حبشیہ [26] نے آپ ﷺ کی پرورش کی خدمت سرانجام دی اور یہ آپ ﷺ کے والد ماجد کی کنیز تھیں۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ سال تھی تو آپ ﷺ کی والدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ حضور کے ننھیال [27] بنی عدی بن نجار سے ملانے لائیں یہاں انہوں نے ایک مہینہ قیام فرمایااور پھر بیت الحرام کے ارادے سے واپس ہوئیں تو راستے میں ابواء کے مقام پرانہیں بخار لاحق ہوا جس سے غشی طاری ہوگئی پھر جب کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو آپ ﷺ کو دیکھ کر رونے لگیں اور یہ اشعار پڑھے [28]:

---

26 حضور نبی کریم ﷺ انہیں فرماتے تھے: أَنْتِ أُمِّي بَعْدَ أُمِّي. ترجمہ: "آپ میری والدہ کے بعد ان کی جگہ ہیں"۔ مواہب اللدنیہ، المقصد الاول، ج۹۷/۱، دارالکتب العلمیہ۔

27 جس ننھیال کی طرف اشارہ کیا گیا، وہ یوں ہے کہ ہاشم بن عبد مناف نے مدینہ منورہ میں سلمیٰ بنت عمرو بنی نجار سے شادی کرلی تھی اور ان سے عبد المطلب رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

28 امام صالحی نے "سبل الہدیٰ والرشاد" ۱۵۱/۲ پر اس میں سے آٹھ اشعار ذکر کیے ہیں جن کے الفاظ میں اس کی نسبت زیادہ صحت و معنویت ہے، یہاں جو الفاظ ذکر کیے گئے ہیں وہ قدرے سقیم لفظی و معنوی حیثیت کے حامل ہیں، بایں ہمہ ہم نے مفہومی ترجمہ لکھ دیا ہے تفصیل کے لیے دلائل النبوہ اور سبل الہدیٰ والرشاد کی جانب مراجعت فرمائیں۔

بَارَكَ رَبِّي فِيكَ مِنْ غُلَامٍ يَا بْنَ الَّذِي فُودِي مِنَ الحِمَامِ

يَا بْنَ الَّذِي مِنْ حَوْمَةِ الحِمَامِ فُدَى غَدَاةَ الضَّرْبِ بِالسِّهَامِ

إِنْ صَحَّ مَا رَأَيْتُ فِي مَنَامِي فَأَنْتَ مَبْعُوثٌ إِلَى الْأَنَامِ

ترجمہ: اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے کہ تو اس کا بیٹا ہے جس پر موت بھی فدا ہوگئی تھی، تم اس کے بیٹے ہو جس پر پانسو کے فال فدیہ بنا کر ڈالے گئے اور موت کی وادی سے انہیں نکال لیا گیا جو کچھ میں نے تیرے بارے میں اب تک خوابوں میں دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو تمہیں لوگوں کی طرف (رسول بنا کر) مبعوث کیا جائے گا۔

پھر آپ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: "ہر زندہ کو مرنا اور ہر نئے کو بوسیدہ ہونا ہے، ہر کثرت مٹنے والی ہے اور میں بھی مرنے والی ہوں لیکن ان کا چرچہ باقی رہے گا، بیشک میں نے تمہیں ستھرا پیدا کیا اور تمہیں سراپا ذکر چھوڑے جا رہی ہوں"، اس کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔

لہٰذا آپ ﷺ اُم ایمن کے ساتھ مکہ مکرمہ واپس تشریف لائے جب لوٹے تو حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اپنے سینہ سے لگا کر رونے لگے اور آپ ﷺ کو بہت پیار کیا۔ وہ آپ ﷺ کے ساتھ ہمیشہ ایسی ہی تعظیم و شفقت کو مظاہرہ فرماتے اور ہر لحاظ سے آپ ﷺ کو فوقیت دیتے تھے، آپ فرمایا کرتے تھے: بیشک میرے اس بیٹے کی بڑی شان، رفعت اور مرتبہ ہے۔

دادا کا وصال اور چچا کا پرورش کرنا

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک آٹھ سال ہوئی تو آپ کے مددگار و شفیق دادا بھی وصال فرما گئے اس وقت ان کی عمر مبارک ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی، کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ ان کے جنازہ کے ہمراہ روتے جاتے تھے حتی کہ انہیں مقام "حجون" میں دفن کیا گیا۔ دادا کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی پرورش آپ کے شفیق چچا حضرت ابو طالب نے کی، کیونکہ انہیں آپ کے دادا بطورِ خاص آپ ﷺ کی کفالت کرنے کی وصیت فرما گئے تھے۔

تجارتی سفر

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال ہوئی اور ایک قول کے مطابق بارہ سال دو مہینے اور دس دن ہوئی تو آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کے تجارتی قافلے میں شریک ہوئے، اس سفر میں بصریٰ پہنچے تو بحیرا راہب نے انہیں دیکھتے ہی ان تمام نشانیوں کے ذریعے پہچان لیا، جو اس نے اپنی کتابوں میں پڑھی تھیں، لہٰذا وہ آیا اور آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا:

"یہ کائنات کے سردار اور اللہ کے رسول ہیں جنہیں رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کیا جائے گا"۔

لوگوں نے اس سے استفسار کیا، تم نے یہ کیسے جانا؟ اس نے کہا: جب تم لوگ اس طرف آرہے تھے تو ان درختوں اور پتھروں نے سجدہ کیا تھا اور یہ دونوں چیزیں نبی مختار کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کرتیں۔

راہب نے حضرت ابوطالب سے ان کے بارے میں مزید دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ میرا بھتیجا ہے، راہب نے کہا: کیا تم ان سے محبت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، تو راہب نے کہا: اگر تم انہیں ساتھ لے کر شام گئے تو یہودی انہیں قتل کر دیں گے، یہ سن کر حضرت ابوطالب گھبرا گئے اور انہوں نے چند نوجوانوں کے ساتھ آپ ﷺ کو واپس مدینہ منورہ بھیج دیا۔

سیدہ خدیجہ کا مالِ تجارت

آپ ﷺ نے شام کا دوسرا سفر پچیس سال کی عمر مبارک میں حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ کیا، آپ ﷺ ان کا مال تجارت لے کر روانہ ہوئے، جب آپ ﷺ بصریٰ کے مقام پر پہنچے تو نسطورا راہب کے مسکن کے قریب ایک درخت کے پاس قیام فرمایا تو نسطورا راہب نے یہ دیکھ کر کہا: اس درخت کے نیچے سوائے نبی کے کسی نے قیام نہیں کیا۔ پھر اس نے آپ ﷺ کی آنکھوں میں موجود سرخی کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے، تب اس نے کہا: یہ کبھی ختم نہیں ہوگی کیونکہ آپ نبی بلکہ آخری نبی ہیں۔

بعد ازاں آپ ﷺ نے تجارتی اموال فروخت کیے اور بہت نفع حاصل کیا اور واپس لوٹے تو سخت گرمی کے عالم میں بھی فرشتوں نے آپ کو سایہ فگن تھے جبکہ میسرہ گرمی سے بے حال تھے، جب اسی عالم میں آپ ﷺ مکہ مکرمہ داخل ہوئے تو حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو دیکھا لیا پھر آپ ﷺ نے انہیں نفع کی نوید سنائی اور میسرہ نے اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا اور جو کچھ بصریٰ کے راہب نے کہا تھا وہ سب بتایا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اسی وقت آپ ﷺ سے شادی کا ارادہ کیا اور انہیں دنوں میں آپ کی شادی ہوگئی اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی تمام اولادِ کرام انہیں کے بطنِ اقدس سے ہوئی سوائے حضرت ابراہیم کے کہ وہ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جب تک بقید حیات رہیں آپ ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا، آپ ﷺ اکثر اوقات انہیں یاد کرکے فرماتے تھے کہ خدیجہ تو ایسی شان والی تھی۔۔۔۔خدیجہ تو ایسی تھی۔۔۔۔(وغیرہ)۔

تعمیر خانہ کعبہ اور تنصیب حجر اسود

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پینتیس سال (۳۵) ہوئی تو قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر و مرمت کا ارادہ کیا لہٰذا جب تعمیر کے دوران حجر اسود کی تنصیب کا مرحلہ آیا تو ان میں جھگڑا ہو گیا کہ اسے رکھنے کا کون زیادہ حق دار ہے،

اس بارے میں جب کافی بحث و مباحثہ ہو چکا اور نوبت قتال تک آ پہنچی تو بالآخر سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ جو بھی کل باب بنی شیبہ سے سب سے پہلے داخل ہو گا وہی اس کا فیصلہ کرے گا، چنانچہ دوسرے دن آپ ﷺ ہی سب سے پہلے داخل ہوئے لہٰذا سب نے کہا: اس امین کے فیصلے پر ہم راضی ہیں کیونکہ وہ تمام ہی لوگ آپ ﷺ کو اعلان نبوت سے قبل ہی "امین" کہا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے تمام سرداروں کو بلایا اور زمین پر چادر بچھا کر حجر اسود اپنے ہاتھوں سے اس میں رکھ دیا پھر فرمایا: ہر قبیلہ کا سردار اس چادر کا ایک کونہ تھام لے، یوں سب نے مل کر اسے اُٹھایا، جب وہ مقام تنصیب کے پاس آئے اور آپ ﷺ نے اسے اپنے ہاتھوں سے نصب کر دیا۔

اعلانِ نبوت ورسالت

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمت بنا کر کائنات کی جانب مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کے پاس فرشتوں کے سردار سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیجا۔ آپ ﷺ کی وحی کی ابتدا نیک خوابوں سے ہوئی آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح روشن کی طرح سچا ہو کر پورا ہو جاتا تھا پھر آپ ﷺ کو خلوت نشینی محبوب ہوئی تو غارِ حراء میں خلوت گزیں ہو گئے اور اس میں شب و روز عبادت کرنے لگے حتیٰ کہ حق کا فرستادہ آپ ﷺ پر آیات مبارکہ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ ترجمہ: "پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا"۔ [العلق ۹۶: (۱)]

لے کر نازل ہوا اور یہ رمضان المبارک کی سترہویں یا اٹھارویں تاریخ تھی جبکہ بعض نے کہا: ربیع الاوّل کا مہینہ تھا۔[29]

اوّلین اسلام لانے والے خوش نصیب

آپ ﷺ پر سب سے پہلے خواتین میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں جبکہ مردوں میں حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بچوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت دس سال کے قریب تھی، غلاموں میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اولاً مشرف با ایمان ہوئے۔

ابو طالب کا وصال اور مصائب کا آغاز

اعلانِ نبوت کے دسویں جبکہ بعض کے مطابق آٹھویں سال آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب نے وفات پائی اور ان کے وصال کے تین یا کچھ دن بعد بلکہ ایک قول کے مطابق ان سے پہلے ہی عظیم مناقب کی حامل سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی وصال فرما گئیں تو آپ ﷺ کو ایک بڑی مصیبت کا سامنا ہوا اور کفارِ قریش سے جو ممکن ہو سکا تکالیف دینا شروع کیں کیونکہ حضرت ابو طالب

29 محدثین کرام کی روایات کے تناظر میں ۱۷ رمضان المبارک کی تاریخ تھی۔

نے آپ ﷺ کو محفوظ کیے رکھا اور ہر طرح سے معاونت فراہم کی تھی نیز ان کفار کو ایذا وتکلیف دینے سے باز رکھا ہوا تھا (لیکن آپ کے وصال کے بعد) حضور نبی کریم ﷺ برابر تکالیف وشدائد کا صبر کے ساتھ سامنا کرتے رہے اور اُمت کو ڈرانے اور توحید کی طرف بلانے پر اجر پاتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے طائف کا سفر اختیار کیا اس سفر میں آپ ﷺ کے غلام سید نا زید بن حارثہ بھی ہمراہ تھے یہ سفر اس لیے تھا تا کہ قبیلہ ثقیف کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف بلائیں لیکن ان لوگوں نے نہایت سنگینی کا مظاہرہ کیا اور ان میں سے اس وقت کوئی بھی سننے اور ماننے کے لیے آمادہ نہیں ہوا لہٰذا آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں امان لے کر تشریف لائے۔

معراج نبوی

انہیں دنوں میں جنات کا ایک گروہ حاضر ہوا اور قرآن مجید سنا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سیر کرائی اور معراج کی نعمت سے سرفراز فرمایا جس سے خوشی ومسرت میں اضافہ ہوا، معراج کے وقت آپ ﷺ کی عمر اکیاون (51) سال اور نو مہینے تھی، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کا یہ سفر اپنے بھائیوں یعنی انبیائے کرام کے ساتھ عبادت کرتے ہوئے مکمل ہوا، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ اور تمام ہی انبیائے کرام پر دُرود نازل فرمائے۔

پھر آپ ﷺ آسمانوں کی جانب تشریف لے گئے تو پہلے آسمان پر سیدنا آدم، دوسرے پر سیدنا یحییٰ اور سیدنا عیسیٰ، تیسرے پر سیدنا یوسف، چوتھے پر سیدنا ادریس، پانچویں پر سیدنا ہارون، چھٹے پر سیدنا موسیٰ اور ساتویں پر سیدنا ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات ہوئی ان میں سے ہر ایک سے ملاقات کرتے وقت آپ ﷺ نے سلام کہا اور سب ہی نے آپ ﷺ کے سلام کا جواب پیش کیا اور ساتھ ہی فرمایا: نبی صالح کو خوش آمدید۔

پھر آپ ﷺ کو مزید اوپر لے جایا گیا حتی کہ سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر تشریف لے گئے جہاں آپ ﷺ نے قلموں کے چلنے کی آوازیں سنیں اور یہ وہ مقام ہے جہاں تک کسی بشر کو رسائی حاصل نہیں ہوئی، یہاں آپ ﷺ کو خواہش سے بالاتر بزرگی بخشی گئی اور اللہ تعالی کی زیارت اور گفتگو کی نعمت سے سرفراز فرمایا گیا۔

آپ ﷺ پر اور آپ کی اُمت پر پانچ نمازوں کو فرض کیا گیا، اس کے بعد آپ ﷺ بیت المقدس واپس تشریف لائے اور جبرائیل بھی آپ کے ہمراہ تھے، جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں اپنے بستر پر تشریف لائے تو اس وقت رجب المرجب کی ستائیسویں رات کی گھڑیاں باقی تھیں جبکہ بعض کے مطابق

سترہ ربیع الاوّل یا رمضان کی رات تھی[30]۔ یہ واقعہ نہایت عظیم اور واضح نشانی وحجت تھا۔

معراج نبوی اور قریش کے سوالات

جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے قریش کو اس واقعہ سے مطلع فرمایا، لیکن انہوں نے اسے جھٹلا دیا اور کہنے لگے کہ جو کچھ آپ نے بیت المقدس میں دیکھا بھلا اس کی نشانیاں تو بیان کریں؟ جب آپ ﷺ اس کی نشانیاں بتانے لگے تو دورانِ کلام کچھ اشیاء کے بارے میں تفصیلات کی بابت پردہ رہا تب اللہ تعالی نے سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ مسجد اقصیٰ کو دار عقیل کے پاس حاضر کردیں تاکہ آپ ﷺ اپنی آنکھوں سے ان کی پوچھی گئی نشانیاں بیان کردیں تو آپ ﷺ نے ان کے پوچھے گئے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے ، نیز انہوں نے شام سے آنے والے اونٹوں کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے اس کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وہ بدھ کے دن تک آجائے گا، جب بدھ کا دن ہوا اور سورج غروب ہونے کے قریب ہی تھا اور وہ قافلہ ابھی تک نہیں پہنچا تھا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالی سے دعا مانگی کہ اس سورج کو غروب ہونے سے روک دیا جائے (تاآنکہ وہ

---

30 جمہور علمائے کرام نے ۲۷ رجب المرجب ہی کو صحیح قرار دیا ہے۔

قافلہ نہ آن پہنچے) پس اسے غروب ہونے سے روک دیا گیا اور وہ قافلہ آ گیا لہٰذا وہ آپ ﷺ کی سچائی کو جان گئے لیکن بایں ہمہ اسلام نہیں لائے۔

دعوت و تبلیغ

آپ ﷺ نے بنفس نفیس قبائل کو (توحید ورسالت اور اپنی) نبوت کے بارے میں روشن دلائل ونشانیوں کے ساتھ دعوت دی حتی کہ اللہ تعالی نے اوس و خزرج جیسے قدیم دشمنوں کو (آپ ﷺ کی دعوت کے طفیل) نرم کر دیا تاکہ وہ ان کی ذات کے لیے محافظ بنیں اور یہ ان لوگوں کو مضبوطی فراہم کریں پس انہوں (اوس و خزرج کے افراد) نے ہجرت پر بیعت کی اور یہ کہ جس طرح وہ اپنے گھر والوں سے تکالیف کو دور رکھتے ہیں ایسے ہی آپ ﷺ سے تکالیف کو دور رکھیں گے، لہٰذا آپ ﷺ نے اس کے بعد مکہ مکرمہ سے سفر ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا، اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ترپن (۵۳) سال تھی اور اعلانِ نبوت کو تیرہ برس گزر چکے تھے۔

ہجرتِ مدینہ کا سفر

آپ ﷺ ربیع الاوّل کی پہلی تاریخ کو نکلے تو آپ کے ہمراہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن اُریقط لیثی تھے اور یہ (عبد اللہ) راستہ بتانے والے تھے۔

اسی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں غارِ ثور میں تین دن تک پوشیدہ رہے اس دوران (غار کے دہانے پر) مکڑی نے جالا بن دیا اور کبوتری نے آکر انڈے دے دیے نیز اور ابھی بہت سے مشہور واقعات رونما ہوئے بعد ازاں آپ دونوں حضرات غار سے نکلے اور اپنے راستے پر گامزن ہوئے۔

قُدَیْد[31] کے راستے سے ہونے والے اس (ہجرت کے) سفر میں مشہور اور روشن نشانیاں ظاہر ہوئیں، مثلاً سراقہ بن مالک بن جعشم اور خیمہ والی اُمّ معبد کی بکری کے واقعات۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاوّل پیر کے روز مدینہ منورہ تشریف لائے جبکہ بعض اہل علم نے آٹھ ربیع الاوّل بیان کیا ہے لیکن پہلا قول ہی معتمد ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنی سمت کا انتخاب کیا اور مدینہ منورہ کے بالائی حصے میں بنی عمرو بن عوف کے پاس قبا میں اُترے اور یہ تمکین و مرتبت کی نیک فال بھی تھی، اہل مدینہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر) اتنے فرحاں و شاداں ہوئے کہ ہجوم کے باعث جگہ تنگ ہونے لگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہوئے اور اس کی

---

[31] مکہ مکرمہ کے قریب ایک قدیم جگہ کا نام ہے، تبع جب اہل مدینہ سے جنگ کے بعد یہاں اُترا تو اس نے خیمے لگائے لیکن ہوا نے اس کے خیمے اکھاڑ دیے اسی لیے اسی "قدید" کہا جاتا ہے۔ معجم البلدان للحموی، ۳/۳۱۴۔

مہار کو چھوڑ دیا اور فرمایا: اسے جانے دو کہ اسے حکم دے دیا گیا ہے (کہ کہاں پڑاؤ کرنا ہے) وہ چلی اور آکر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دادا کے ننھیال بنی نجار کے گھروں کے قریب (مستقبل میں بنائے جانے والی) آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مسجد کے دروازے مقام پر ٹھہر گئی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہیں قیام فرمایا لہٰذا یہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا گھر ہوا اور انصار آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پڑوسی ہوئے۔

یہاں قیام فرمانے کے بعد آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دین کی اشاعت اور اللہ ربّ العالمین کے پیغام کی تبلیغ میں پوری توانائی صرف کی، جنگی لشکر مہم پر روانہ کیے اور بعض میں خود بھی شرکت فرمائی حتی کہ وہ فتوحات حاصل ہوئیں جن کی تفصیلات سیرت کے ابواب میں مشہور ہیں۔

فتح مکہ اور بتوں کی رسوائی

ہجرت کے آٹھویں سال رمضان میں مکہ مکرمہ کو فتح فرمایا، بیس رمضان المبارک کو بیت الحرام میں طواف کیا اور دورانِ طواف جب خانہ کعبہ کے گرد نصب تین سو ساٹھ بتوں کے قریب سے گزرے تو ان میں سے ہر ایک کی جانب اپنے تیر جبکہ ایک روایت کے مطابق اپنے ہاتھوں میں موجود چھڑی سے اشارہ کرتے ہوئے فرماتے: جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ [بنی اسرائیل ۱۷: ۸۱] (ترجمہ: "حق آیا اور باطل مٹ گیا")، تو وہ بُت اپنے منہ کے بل گر جاتا۔

محمد مصطفیٰ ﷺ کے معجزات

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے ہاتھوں کثیر معجزات ونشانیاں ظاہر فرمائیں، آپ ﷺ کو خصائص وکمالات سے نوازا کہ بت آپ ﷺ کے اشارے سے گر پڑے، گوہ اور بھیڑیے نے آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دی، چاند آپ ﷺ کے لیے دو ٹکڑے ہوا، ہرنی کے دودھ پیتے بچے نے آپ ﷺ سے کلام کیا، آبشاروں کی مثل آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے، آپ ﷺ کے تھوڑے سے کھانے نے جم غفیر کو شکم سیر کر دیا، کھجور کا خشک تنا آپ ﷺ کے فراق میں رویا، کھانے نے آپ ﷺ کے سامنے اور کنکریوں نے آپ ﷺ کی مٹھی میں تسبیح بیان کی اور قرآن مجید کی آیات کا معجزہ تو کبھی ختم ہونے والا ہی نہیں (کہ ارشاد ہوتا ہے)

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ

[حم السجدة ۴۱: (۴۲)]

ترجمہ: "باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے"۔

خصائص وکمالات کی جھلک

لہٰذا آپ ﷺ کے معجزات وکمالات تو اس قدر ہیں جن کا شمار ممکن نہیں، آپ ﷺ کے محاسن نہایت جمیل اور کثیر تھے اور صفات کریمہ روشن ومنور تھی، آپ ﷺ "محمد" ہیں کہ جن کی خصلتوں کو بہت سراہا گیا

"احمـــد" ہے کہ اللہ تعالیٰ کبیر ومتعال کی مخلوقات میں سب سے زیادہ تعریف کرنے والے ہیں اور "ماحی" ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل گمراہی کو ختم فرمانے والا ہے اور "حاشر" ہے کہ روز قیامت انہیں کے قدموں پر لوگ جمع ہوں گے اور "عاقب" یعنی نبیوں میں سب سے آخری ہے، اسی طرح آپ ﷺ کے القاب میں "نبی التوبہ" بھی ہے کہ جس نے بھی ان کے وسیلہ سے توبہ کی وہ آئندہ کے لیے گناہوں سے بچ گیا اور "نبی الرحمہ" ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے طفیل مومن وکافر اور فاسق وفاجر پر بھی رحم فرماتا ہے۔ یہ آپ ﷺ کے مشہور اسمائے مبارکہ میں سے چند ہیں جو معروف کتابوں میں آئے ہیں۔

حسنِ ازل کی تصویر وتنویر

آپ ﷺ تخلیق کے اعتبار سے تمام لوگوں میں کامل، ذات کے لحاظ سے سب میں خوب صورت اور صفات وکمالات میں سب سے افضل تھے۔

معتدل قد وقامت، خوبصورت جسم اقدس، کشادہ پیشانی، بھرا بدن، فربہ خلقت واعضائے شریفہ، سفید وپُرکشش اور تناسب کے قدرے گول وروشن رُخ انور، چہرہ کی تابانی ایسی جیسے چودھویں کا چاند جوبن پر ہو، پیٹ اور سینہ کے سواء پورا جسم اقدس متناسب گوشت سے پُر، کشادہ پیشانی، ابھری ہوئی خوبصورت بینی مبارک، ملی ہوئے اَبرو اقدس اور ان کے مابین ایک رگ جو غضب کے لمحے ظاہر ہوتی، سرمگیں آنکھیں، قدرے فراخ دہانہ مبارک، کشادہ

دندانِ اقدس جو دیکھنے میں بھلے لگتے، خوبصورت گردن، مضبوط کلائیاں، ہتھیلیاں اور قدمین شریفین بھرے ہوئے، دونوں ہاتھوں میں کشادگی اور تناسبی فاصلہ، بلند ٹخنے، فراخ شانے، بلند سینہ، گھنی داڑھی مبارک، گیسوئے اقدس کاندھوں تک دراز، کبھی کبھار سمٹ کر کانوں تک آشکار، نگاہیں آسمان کی جانب بلند ہونے کے بجائے زمین کی طرف جھکی ہوئیں، نہایت سخی، جس نے کسی بھی چیز کا سوال کیا اسے عطا فرمادی اور اس دین کو بھی شمار میں نہ جانا، بُردبار، بہت حیا فرمانے والے ایسی حیا کہ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ، بہادر اور ہر میدان میں صف اوّل میں قائم، مخلوق میں کوئی ان کی مثل بہادر نہیں۔

شجاعت نبوی اور صحابہ کرام

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

جب کبھی جنگ میں شدت آجاتی تو ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے سایہ میں پناہ گزیں ہوتے تھے۔

جنگ حنین کے دن جب (لوگوں کو) کچھ لمحے کے لیے پسپائی نظر آئی تو رسول اللہ ﷺ اس وقت اپنے خچر پر سوار تھے، آپ ﷺ نے اسے ایڑ لگائی اور مشرک دشمنوں کی جانب بڑھتے گئے اور اپنے نام کی صدا لگاتے گئے:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ   اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

ترجمہ: میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں[32]۔

(اس جنگ میں) جب بھی آپ ﷺ کے صحابہ کرام آپ کی جانب رجوع کرتے تو باطل ان کے آگے بھاگتا نظر آتا، اللہ تعالی ان کی ذات پر دُرود اور سلام نازل فرمائے۔

اخلاق و کردار

آپ ﷺ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا اور نہ غصہ فرمایا بس آپ ﷺ اُسی وقت جلال میں آتے جب اللہ تعالی کی مقرر کردہ حدود کو پامال کیا جاتا، آپ ﷺ مساکین سے بہت محبت فرماتے، اہل مرتبت لوگوں کی تکریم کرتے ، دین دار افراد کی حوصلہ افزائی فرماتے، جنازوں میں شریک ہوتے، مریضوں کی عیادت فرماتے۔

آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ تواضع فرمانے والے، اللہ تعالی کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے، روزے رکھنے والے، اُمت کے لیے فکر مند، طویل قیام کرنے والے تھے۔

32 صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب من قاد دابۃ غیرہ۔۔الخ، ص ۵۸۳، رقم ۲۸۶۴: صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب غزوۃ حنین، ص ۸۵۳، رقم ۴۶۱۷، سنن ترمذی، کتاب الجہاد، باب الثبات عند القتال، ص ۳۹۴، رقم ۱۶۸۸، مسند احمد، ۴/ ۳۱۳۰، رقم ۱۸۴۶۸۔

حجۃ الوداع

آپ ﷺ نے دس سن ہجری میں ستر ہزار جبکہ بعض کے نزدیک ایک لاکھ لوگوں کے ساتھ حج ادا فرمایا اس وقت آپ ﷺ کی سواری پر جو پُرانا پالان رکھا ہوا تھا اس کی قیمت چار درہم تھی اور آپ ﷺ یہ صدا بلند فرما رہے تھے: اے اللہ! اس حج کو ایسا کر دے کہ اس میں کوئی ریا و دِکھاوا نہ ہو، اس حج میں وقوف عرفہ جمعہ کے دن آیا اسی لیے اسے حجۃ الاسلام اور حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس وقت جو صحابہ کرام موجود تھے الوداعی خطاب کرتے ہوئے انہیں رخصت کیا اور فرمایا: جو یہاں پر موجود ہیں عنقریب وہ مجھے دوبارہ نہیں دیکھ پائیں گے۔

آپ ﷺ نے اس سے پہلے بھی دو حج ادا فرمائے تھے، جبکہ بعض کے نزدیک اس سے زیادہ ادا کیے تھے۔ نیز چار عمرے بھی ادا کیے تھے اور آخری عمرہ اسی حج اکبر کے موقع پر ادا فرمایا۔ اسی حج کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے یوم عرفہ کے دن اس وحی کو نازل فرمایا جسے دیکھ کر اُمت مسلمہ کے سُرور وایمان اور شکر وایقان میں اضافہ ہوا اور وہ سچا خطاب یہ تھا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا	ترجمہ: ”آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے

اسلام کو دین پسند کیا"۔ [المائدۃ ۵: (۳)]

رسول کریم ﷺ کی وفات کے وقت اسی آیت کی جانب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اشارہ فرماتے ہوئے روئے اور آپ ﷺ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمارا دین اگرچہ کامل ہو چکا ہے لیکن اس میں مزید اضافہ فرما دیں کیونکہ اس کے کامل ہونے کے بعد والے نقصان (یعنی آپ ﷺ کے وصال) کو ہم برداشت نہیں کر سکتے، تو آپ ﷺ نے ان کے اس اشارے کی تصدیق فرمائی۔

مرض وصال کا آغاز

آپ ﷺ حج سے مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو کچھ عرصے بعد گیارہ سن ہجری صفر کے آخری بدھ کو جبکہ بعض کے نزدیک صفر کی آخری دو راتیں باقی تھیں کہ مرض کا آغاز ہوا، تکلیف بڑھی اور بخار لاحق ہوا اور اس مرض نے شدت اختیار کر لی اس وقت آپ ﷺ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں قیام فرما تھے تو آپ ﷺ نے تمام ازواج سے اجازت طلب فرمائی کہ علالت کے تمام ایام میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں قیام فرمائیں گے، سب ہی نے اجازت پیش کی، آپ ﷺ بارہ یا چودہ دِنوں تک علیل رہے ان ایام میں صرف تین دن کے علاوہ بقیہ تمام روز آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لاتے رہے۔

ایک روز سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے صبح (تہجد) کی اذان دی اور اطلاع دینے کے لیے کاشانہ اقدس پر حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے

ارشاد فرمایا: اے بلال! رسول اللہ ﷺ اپنی کیفیت میں مشغول ہیں، پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ دوبارہ مسجد لوٹ آئے پھر صبح (فجر) کی اذان دی اور دوبارہ کاشانہ اقدس حاضر ہوئے اور عرض کی: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ! اور نماز کی اطلاع پیش کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں لہٰذا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے آگاہ کیا، جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے حبیب کریم ﷺ کی جگہ نماز کے لیے قیام فرما ہوئے اور آپ نہایت نرم دل تھے تو بلند آواز سے رونے لگے پھر بیہوش ہو کر گر پڑے نیز صحابہ کرام بھی اپنے نبی ﷺ کو نہ پانے کی بنا پر زار و قطار رونے لگے حتیٰ کہ یہ آوازیں آپ ﷺ کی بارگاہ تک جا پہنچی تو دریافت فرمایا: یہ کیا ماجرا ہے؟ عرض کی گئی: یہ مسلمانوں کے رونے کی آوازیں ہے کیونکہ انہوں نے اپنے رسول خاتم النبیین ﷺ کی زیارت نہیں کی ہے۔

پس آپ ﷺ نے وضو غسل فرمایا تاکہ ان کے پاس تشریف لے جائیں لیکن مرض کی کمزوری نے ایسا نہ کرنے دیا جبکہ ایک روایت میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ باہر تشریف لائے انہیں نماز پڑھائی اور دوبارہ اندر چلے گئے۔

زندگی اور وصال کا اختیار

سیدنا جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: آپ کا ربّ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: اگر آپ چاہیں تو آپ کو شفایاب اور صحیح کر دیا

جائے اور اگر چاہیں تو وصال دے کر بخش دیا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے ربّ کا معاملہ ہے میرے ساتھ جو چاہے فرمائے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے رفیق اعلیٰ کو اختیار کیا۔

ایک ندا کرنے والے نے صدا دی: اے نیکوکاروں کے پیشوا، ہم نے تقدیر لکھ دی اور وہ پوری ہوتی ہے اور ہم جو کہتے ہے اسے پورا کرتے ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ترجمہ: "بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے"۔ [الزمر ۳۹: (۳۰)]

دمِ وصال بھی اُمت کی فکر

آپ ﷺ کی بارگاہ میں جب ملک الموت علیہ السلام حاضر ہوئے تو عرض کی: اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ آپ مجھے جو بھی حکم دیں اس میں آپ ﷺ کی اطاعت کروں، آپ ﷺ نے دریافت کیا: میرے محبوب جبرائیل کو کہاں چھوڑا ہے؟ انہوں نے عرض کی: آسمانِ دنیا کے فرشتے ان سے تعزیت کر رہے ہیں، اسی اثنا میں جبرائیل علیہ السلام بھی حاضر ہو کر بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیل! میری زندگی کے لمحات مکمل ہیں اور مجھے میرے ربّ کی جانب سے جس لطف کی بشارت دی گئی ہے (اسے بیان کرو کہ) اب میں بخوشی اپنی جان کو پیش کر رہا ہوں تو سیدنا جبرائیل

علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ کے حبیب! آسمانوں کے تمام دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور فرشتے صف در صف کھڑے ہاتھوں میں روح وریحان لیے آپ ﷺ پر رنچھاور کرنے کے لیے تیار ہیں، رضوان (خازنِ جنت) شاداں ہے اور آپ ﷺ کی پاکیزہ روح کا منتظر ہے۔

پس آپ ﷺ نے اللہ تعالی کی حمد بجا لائی اور فرمایا: میں نے اس بارے میں دریافت نہیں کیا تھا اے جبرائیل! مجھے خوشخبری دو؟ تو سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: جہنم کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیے گئے ہیں، فردوس بریں کو آراستہ کر دیا گیا ہے، اس کے درخت (ثمر بار ہو کر) لٹک رہے ہیں اور حوریں سج کر آپ ﷺ کی روح اطہر کا انتظار کر رہی ہیں، پس آپ ﷺ نے اللہ تعالی کی حمد بجا لائی اور فرمایا: اے جبرائیل! میں نے اس بارے میں دریافت نہیں کیا تھا، سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: سب سے پہلے آپ کے حشر معاملہ ہو گا، آپ ہی وہ پہلے ہوں گے جو اس کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے اور آپ ہی وہ پہلے ہوں گے جن کی شفاعت قبول کی جائے گی اور انہیں اِن کی مراد حاصل ہو گی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میرا سوال اس حوالے سے نہیں تھا اور نہ ہی ان بشارات سے متعلق تھا جنہیں تم نے بیان کیا ہے تو سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: پھر کس بارے میں دریافت فرما رہے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اے جبرائیل! اپنی اُمت کے بارے میں پوچھ رہا ہوں، ان کی تکالیف، ان کی پریشانی اوران کے رنج والم کے بارے میں دریافت کررہا ہوں، میری اُمت ناتواں ہے لیکن وہ مجھ پر ایمان لائی اوراپنے معاملے کو میرے سپرد کردیا، میری شریعت اوردین وملت کو تسلیم کیا، میری اطاعت واتباع کی، میری اُمت کا انجام کیا ہوگا اوران کے عذاب کا معاملہ کیسا ہوگا؟

سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ کے حبیب! آپ کو خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ اورآپ ﷺ کی اُمت کے لیے فیصلہ فرمادیا ہے کہ آپ سے پہلے کوئی نبی جنت میں نہیں جائے گا اورآپ کی اُمت سے پہلے کوئی اُمت داخل جنت نہ ہوگی۔ یہ سن کر آپ ﷺ بہت خوش ہوئے پس اللہ تعالیٰ انہیں اپنی شان کے مطابق ہماری اور جمیع امت کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔

پھر سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: اے احمد! اللہ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے اوریہ چاہتا ہے کہ آپ اس کی بارگاہ میں آئیں تاکہ وہ آپ کو (اپنی شان کے مطابق) دیکھے، لہٰذا آپ ﷺ نے ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: تمہیں جو حکم دیا گیا ہے اُسے پورا کرو، پس جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ پر سلام بھیجا۔

وصال نبوی

مروی ہے کہ آپ ﷺ نے آخری کلام میں فرمایا: اللہ تعالی سے ڈرتے رہو اور میری عترت کا خیال رکھو۔ جبکہ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے آخری کلام میں فرمایا: نماز کا خیال کرو، نماز کا خیال کرو اور اپنے غلاموں کا دھیان رکھو (یعنی اِن کے معاملات میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہو) [33]۔

مصطفیٰ کریم ﷺ نے اپنی انگشتِ (شہادت) کو بلند کیا اور فرمایا: اَلرَّفِیْقُ الاَعْلٰی، پس آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ اس وقت آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر ان کے سینہ اقدس کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے، قریب نصف النہار کا وقت، بارہ ربیع الاوّل پیر کا دن تھا جبکہ بعض کے نزدیک ربیع الاوّل کی آٹھویں تاریخ تھی۔

وصال کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) سال تھی جبکہ بعض نے اس سے کچھ اوپر بھی بیان کی ہے، آپ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک میں صرف بیس کے قریب بال سفید تھے۔

آپ ﷺ کے وصال ظاہری سے بڑے بڑے صحابہ کرام بھی سکتہ میں آگئے، نہایت عظیم حیرت و مصیبت کا عالم تھا لہذا کچھ تو (شدتِ غم سے نڈھال

---

33 سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز ۶، باب مرض رسول اللہ ﷺ ۶۴، ص ۲۸۵، رقم ۱۶۲۵۔

ہو کر) بیٹھ گئے اور باقی خاموشی کے عالم میں تھے حتی کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ○ ترجمہ: "بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے [الزمر ۳۹: (۳۰)] اور ان کو بھی مرنا ہے"۔

تجہیز و تکفین

ازاں بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا یقین ہو چکا تو اہلِ بیت کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کے لیے جمع ہوئے ان میں سیدنا علی، سیدنا ابوالفضل عباس، حضرت عباس کے دو بیٹے سیدنا فضل اور سیدنا قثم، اُسامہ بن زید اور ان کا غلام صالح شامل تھے، سیدنا (ابو لیلیٰ) اوس (بن خولی) انصاری رضی اللہ عنہ نے دروازے کے پیچھے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو آواز دی، اے علی! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اور انصاریوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کا واسطہ دیتا ہوں مجھے بھی اندر آنے دو، پس آپ نے فرمایا: آجاؤ تو وہ بھی اندر حاضر ہو گئے اور وہاں رہے لیکن انہوں نے غسل کے معاملات میں سے کوئی شئی سرانجام نہیں دی۔

امام ابن ماجہ نے سند جید کے ساتھ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

إِذَا أَنَا مُتُّ فَاغْسِلُوْنِي بِسَبْعِ قِرَبٍ مِنْ بِئْرِي بِئْرِ غَرْسٍ[34].

ترجمہ: "اے علی! جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے میرے کنوئیں یعنی: بئرِ غرس کے سات ڈول پانی سے غسل دینا"۔

یہ کنواں قبا کے قریب واقع تھا اور آپ ﷺ اس کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔

ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ کو بیری کے (پتوں والے) پانی سے غسل دیا گیا، قمیص میں ہی غسل دیا گیا اور پانی اس کنوئیں سے لیا گیا تھا جسے سعد بن خیثمہ نے قبا کے قریب کھدوایا تھا، آپ ﷺ سے ایسی کوئی بات نہیں دیکھی گئی جیسی کے دیگر میتوں میں دیکھی جاتی ہے"۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے جسم اقدس کو ہلاتے اور کہتے جاتے:

"میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، آپ سے زیادہ پاکیزہ وطیب کوئی زندہ یا مردہ نہیں"۔ پھر آپ ﷺ کو چارپائی پر لایا گیا اور تین سفید یمانی چادروں کے کپڑوں میں کفن دیا گیا جس میں قمیص اور عمامہ شامل نہیں تھا[35]، جبکہ ایک

---

34 سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز ٦، باب ماجاء فی غسل النبی ﷺ، ص ٢٦٠، رقم ١٤٦٨۔

35 سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز ٦، باب ماجاء فی کفن النبی ﷺ ١١، ص ١٢٦، رقم ١٤٦٩۔

روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو دو کپڑوں اور ایک حبرہ کی چادر میں کفن دیا گیا[36]
پھر چارپائی پر رکھ دیا گیا۔

نمازِ جنازہ اور تدفین

لوگوں نے بغیر امام کے آپ ﷺ کی نماز ادا کی بایں طور کہ کچھ لوگ گروہ در گروہ حاضر ہوتے اور نماز پڑھ کر رخصت ہو جاتے،(مردوں کے نماز ادا کر لینے کے بعد)خواتین نے بھی اسی طرح نماز ادا کی، پھر مدفن کے بارے میں قیل و قال ہونے لگی تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

(مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ)[37].

ترجمہ: "جس جگہ پر کسی نبی کا وصال ہوتا ہے اسی جگہ اسے دفن کیا جاتا ہے"۔

---

36 امام ابن ماجہ نے روایت میں ذکر کیا ہے کہ سیدہ عائشہ نے حبرہ کی چادر میں کفن دیئے جانے سے انکار کیا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا روایت ہی میں یہ فرمان بایں الفاظ موجود ہے:فَقِيلَ لِعَائِشَةَ: إِنَّهُمْ كَانُوا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ كُفِّنَ فِي حِبَرَةٍ .فَقَالَتْ عَائِشَةُ : قَدْ جَاءُوا بِبُرْدِ حِبَرَةٍ ، فَلَمْ يُكَفِّنُوهُ یعنی حبرہ کی چادر کفن دینے کے لیے لائی تو گئی تھی لیکن اس میں کفن دیا نہیں گیا۔ ایضاً

37 سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز ۶، باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ ۶۵، ص ۲۸۶، رقم ۱۶۲۸۔

اس پر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے وصال کو منتخب کیا ہے تو اِس جگہ سے زیادہ بہتر بھلا کون سے جگہ ہو گی" لہٰذا سب لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور وہیں آپ ﷺ کی تدفین ہوئی۔

کہا گیا: تدفین منگل کے دن صبح کے وقت یا زوال کے وقت ہوئی جبکہ بعض حضرات نے کہا: بدھ کے دن ہوئی اور یہی قول زیادہ مشہور ہے، آپ ﷺ کی قبر انور پر پانی بھی چھڑ کا گیا۔

شہزادی کونین فاطمہ زہراء کی بابا جان کے مزار پر حاضری

سیدہ بتول فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے لیے یہ ایک بہت بڑی مصیبت تھی پس انہوں نے قبر انور کی مٹی کو ہاتھ میں لیا اور آنکھوں سے لگا کر روتے ہوئے فرمایا:

مَا ذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَ　　اَنْ لَا يَشُمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا　　صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ عُدْنَ لَيَالِيَا

ترجمہ: جس کسی نے بھی احمد ﷺ کی قبر مقدس کی مٹی کو سونگھ لیا ہے وہ اگر زندگی بھر کسی اور کو خوشبو کو نہ بھی سونگھے تب بھی کوئی ضرورت ہی نہیں مجھ پر تو ایسے مصائب ٹوٹے ہیں کہ اگر کسی روشن دن پر ٹوٹتے تو اسے سیاہ کر دیتے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خادم رسول سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

يَا اَنَسُ ! اَ طَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوا التُّرَابَ عَلَى حَبِيْبِ اللهِ ﷺ ؟[38]۔

ترجمہ: اے انس! تمہارے دل نے کیسے گوارا کرلیا کہ اللہ کے حبیب ﷺ پر مٹی ڈالو؟

پس صحابہ کرام اور تمام ہی لوگ نہایت غم و فرقت میں تڑپنے لگے، صحابہ کرام اور اُمہات المومنین سب ہی روتے رہے اور آنسوان کے رخساروں پر بہتے رہے جبکہ ان کے دلوں میں صورت حبیب ﷺ کی جُدائی کے سبب حسرت کے آنسو چھلک رہے تھے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں:

يَا أَبَتَاهُ . أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ . يَا أَبَتَاهُ . جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ . يَا أَبَتَاهُ . إِلَى جِبْرَائِيلَ نَنْعَاهُ[39].

ترجمہ: بابا جان! آپ نے اپنے ربّ کی دعوت پر لبیک کہا، بابا جان! جنت الفردوس آپ کا مقام ہے، بابا جان! ہم جبرائیل سے اپنا غم کہتے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

---

38 سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز ۶، باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ ۶۵، ص ۲۸۶، رقم ۱۶۳۰۔

39 سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز ۶، باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ ۶۵، ص ۲۸۶، رقم ۱۶۳۰۔

اے ہم سے راضی رہنے والے، اے نبی، اے برگزیدہ! اے حبیب! اے خلیل!۔

آپ کے چچا کے بیٹے ابو سفیان بن حارث (بن عبد المطلب) نے مرثیہ کہا[40]:

أَرِقْتُ فَبَاتَ لَيْلِي لَا يَزُوْلُ ... وَ لَيْلُ أَخِي الْمُصِيْبَةِ فِيْهِ طُوْلُ
وَ أَسْعَدَنِي الْبُكَاءُ وَ ذَاكَ فِيْمَا ... أُصِيْبَ الْمُسْلِمُوْنَ بِهِ قَلِيْلُ
لَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيْبَتُنَا وَ جَلَّتْ ... عَشِيَّةَ قِيْلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُوْلُ
وَ أَضْحَتْ أَرْضُنَا مِمَّا عَرَاهَا ... تَكَادُ بِنَا جَوَانِبُهَا تَمِيْلُ
فَقَدْنَا الْوَحْيَ وَ التَّنْزِيْلَ فِيْنَا ... يَرُوْحُ بِهِ وَ يَغْدُو جِبْرَئِيْلُ
وَ ذَاكَ أَحَقُّ مَا سَالَتْ عَلَيْهِ ... نُفُوْسُ الْخَلْقِ أَوْ كَرَبَتْ تَسِيْلُ
نَبِيٌّ كَانَ يَجْلُو الشَّكَّ عَنَّا ... بِمَا يُوْحَى إِلَيْهِ وَ مَا يَقُوْلُ
وَ يَهْدِيْنَا فَلَا نَخْشَى ضَلَالاً ... عَلَيْنَا وَ الرَّسُوْلُ لَنَا دَلِيْلُ
أَفَاطِمُ إِنْ جَزِعْتِ فَذَاكَ عُذْرٌ ... وَ إِنْ لَمْ تَجْزَعِي ذَاكَ السَّبِيْلُ
فَقَبْرُ أَبِيْكِ سَيِّدُ كُلِّ قَبْرٍ ... وَ فِيْهِ سَيِّدُ الْخَلْقِ الرَّسُوْلُ

---

40 ہم نے اس قصیدے کے اشعار کی تصحیح امام ناصر الدین دمشقی کی کتاب "سلوۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب" سے کی ہے، مخطوط میں قدرے سقم تھا، یہ طویل قصیدہ ہے مولف نے صرف چند منتخب اشعار ہی ذکر کیے ہیں، تفصیل کیلئے "سلوۃ الکئیب" ص ۱۹۹/ الزھرۃ للامام ابی بکر اصفہانی، ۵۰۹/ ۲اور مواہب لدنیہ ۵۵۳/ ۴، دیکھیں۔

ترجمہ: میں غم محبوب میں رات بھر روتا رہا لیکن یہ رات ختم ہی نہیں ہو رہی گویا یہ رات بھی مصیبت ہی کی طرح طویل ہے، مجھے غم حبیب میں گریہ وزاری کی سعادت ملی اور یہ مسلمانوں کو پہنچنے والی مصیبت کے مقابل تھوڑی ہے کہ اس دن کی صبح ہمارے لیے کتنی مصیبت والی تھی جب ہمیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے اور ہماری یہ چٹیل زمین وسعت کے باوجود گویا ہم پر تنگ ہونے لگی، ہم نے اپنی اندر اُترنے والی وحی ربانی کو کھو دیا جسے جبرائیل صبح وشام لے کر نازل ہوتے تھے لہٰذا اس مصیبت پر لوگ جتنے بھی آنسو بہائیں یا غم کا اظہار کریں کم ہے، نبی ﷺ اپنے وحی اور گفتگو سے ہمارے شکوک وشبہات کو دور فرمادیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے تو ہمیں ایسی ہدایت بخشی ہے کہ ہمیں گمراہی کا کوئی خوف نہیں، کیونکہ ہمارے لیے آپ ﷺ کی ذات بطور دلیل وپیروی کے لیے کافی ہے، اے فاطمہ! اگر تم آنسو بہاتی بھی ہو تو بے شک تمہارے لیے عذر ہے اور اگر نہ بہاؤ اور صبر کرو تو بے شک یہی تمہیں شایاں ہے کہ تمہارے باباجان کی قبر اقدس تو تمام قبروں کی سردار ہے، اس قبر میں مخلوق کے پیشوا اور رسول ﷺ جلوہ فرما ہے۔

اللہ تعالیٰ ان پر دُرود وسلام نازل فرمائے اور اپنے یہاں ان کے لیے جو فضل وشرف رکھا ہے اس میں مزید اضافہ کرے اور ان حق داروں اور قیامت

تک آنے والے آپ ﷺ کے محبین کو بھی تعظیم و تکریم کے طفیل اس میں سے حصہ عطا فرمائے۔

مزارِ نبوی کی برکات تا قیامت رہیں گی

جن ثواب اور انعام و اِکراماتِ طیبات و پاکیزات کی آپ ﷺ نے انہیں اپنے مزارِ پُرانوار کے پاس قربت کے سبب بشارت دی ہے نیز ان کے سلام کو سننے اور بنفسِ نفیس انہیں جواب دینے اور اللہ تعالیٰ کے اجر دینے کی جو نوید دی ہے (وہ بھی یقیناً انہیں حاصل ہو کر رہے گی)۔

امام ابوداؤد نے (اپنی سنن میں) سند صحیح کے ساتھ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ[41]۔

ترجمہ: جو کوئی بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

41 سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، ص ۳۵۳، رقم ۲۰۴۱: مسند احمد، ۱۶/ ۴۷۷، رقم ۱۰۸۱۵: السنن الکبری للبیہقی، ۵/ ۴۰۲، رقم ۱۰۲۷۰: شعب الایمان، ۶/ ۵۲، رقم ۳۸۶۴: المعجم الاوسط، ۳/ ۲۶۲، رقم ۳۰۹۲: مجمع البحرین، ۸/ ۲۵، رقم ۴۶۴۸۔

إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِي عَنْ اُمَّتِي السَّلَامَ[42].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ سیاحت کرنے والے فرشتے بھی ہیں جو میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَ يُحَدَّثُ لَكُمْ وَ وَفَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ فَمَا رَأَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللهَ عَلَيْهِ وَ مَا رَأَيْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ اللهَ لَكُمْ[43].

ترجمہ: میری حیات بھی تمہارے لیے خیر ہی ہے کہ میں مجھے وحی کی جاتی ہے اور میں تمہیں اس سے آگاہ کرتا ہوں اور میری وفات بھی تمہارے لیے خیر ہی ہوگی کہ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوں گے پس اس میں جو بھلائی دیکھوں گا تو اللہ کا شکر ادا کروں گا اور جب برائی نظر آئے گی تو تمہارے لیے استغفار کروں گا۔

---

42 مسند بزار، تحت مسند عبد اللہ بن مسعود، ۵/۳۰۷، رقم ۱۹۲۴، شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی واجلالہ، ۳/ ۴۰۱، رقم ۴۸۰ ۔

43 مسند بزار، تحت مسند عبد اللہ بن مسعود، ۵/۳۰۸، رقم ۱۹۲۵۔

امام بزار نے ان دونوں احادیث کو رِجال صحیح کی سند کے ساتھ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نیز آپ ہی سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ رَدَدْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِيْ مَكَانٍ آخَر بَلَّغُوْنِيْهِ. يَعْنِي بِهِ الْمَلَائِكَةَ[44].

ترجمہ: جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر دُرود بھیجا اسے میں خود لوٹاتا (جواب دیتا) ہوں اور جس نے کسی دوسری جگہ سے مجھ پر دُرود بھیجا ہو تو اُسے فرشتوں کے ذریعے مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْتُهُ[45].

ترجمہ: جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر دُرود پڑھا تو میں اِسے (بذاتِ خود) سنتا ہوں اور جس نے دُور سے پڑھا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

---

44 ان الفاظ سے ہمیں یہ حدیث نہیں ملی البتہ اس سے ملتی جلتی حدیث آگے آرہی ہے اس کے تحت ماخذ کی تخریج کر دی گئی ہے۔

45 شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی واجلالہ، ۱۴۱/۳، رقم ۱۴۸۱: حیاۃ الانبیاء للبیہقی، ص ۱۰۳، رقم ۱۸: الترغیب والترہیب للمنذری، باب الترغیب فی الصلوۃ علی النبی ۲/ ۳۱۷، رقم ۱۶۶۶: تاریخ بغداد للخطیب، ۴/ ۴۶۹۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِي بَعْدَ وَفَاتِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي[46].

ترجمہ: جس نے حج کیا اور میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت لازم ہو گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَنِي بِالْمَدِيْنَةِ مُحْتَسِباً كُنْتُ لَهُ شَفِيْعاً اَوْ شَهِيْداً يَوْمَ الْقِيَامَةِ[47].

ترجمہ: جس نے بھی مدینہ میں نیکی کا طلبگار بن کر میری زیارت کی تو میں روزِ قیامت اس کے لیے شفاعت کرنے والا یا گواہ ہوں گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ (تَعَالٰى) مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَهُوَ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِيْ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُصَلِّي عَلَيَّ اَحَدٌ اِلَّا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ وَاِسْمِ اَبِيْهِ وَيَقُوْلُ صَلَّى عَلَيْكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَتَكَفَّلَ لِي رَبِّيْ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ بِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْراً[48].

---

46 شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی واجلالہ، ۶/ ۴۸، رقم ۳۸۵۷۔

47 شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی واجلالہ، ۶/ ۵۰، رقم ۳۸۶۰۔

48 التاریخ الکبیر للبخاری، ۶/۴۱۶، رقم ۲۸۳۱: الترغیب للمنذری، باب الترغیب فی الصلوٰۃ علی النبی، ۲/۳۱۹، رقم ۱۶۷۱: شفاء السقام للسبکی، ص ۱۷۲: کشف الاستار، ۴/۴۷، رقم ۳۱۶۲: القند =

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی بات سن لینے کی طاقت عطا فرمائی ہے، وہ فرشتہ قیامت تک میری قبر کے پاس کھڑا رہے گا تو جو کوئی بھی مجھ پر دُرود پڑھے گا تو یہ فرشتہ مجھے اس شخص اور اس کے باپ کا نام بتا دیتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر دُرود بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر درود کے بدلے درود پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

فالحمد لله الذی جعلنا من أُمّته وشرّفنا بجواره فنسألك اللّهم بجاهه العظيم وآله وصحبه وأزواجه ذوی القدر الفخيم أن توفّقنا لاقتفاء آثاره والاقتداء بواضح سبيل مناره والاهتداء بمصباح أنواره۔

اللهم اغفر لنا ولآبائنا وأمهاتنا والمسلمين واختم لنا بخير أجمعين
وانظر إلينا بعين الرحمة يا ذا الفضل العظيم
وآخر دعوانا أن الحمد لله ربّ العالمين۔

=

فی ذکر علماء سمرقند للنسفی، ص ۵۵۰، ترجمہ ۱۰۰۷: کتاب العظمۃ، ص ۷۶۲، رقم ۳۳۹: طبقات الشافعیہ للسبکی: ۱/ ۱۶۹: بغیۃ الباحث للہیثمی، ۳/ ۹۶۳، رقم ۱۰۶۳۔

تَمَّ الكِتَابُ

کتاب ہذا کے مخطوط کے کاتب نے آخر میں یہ تحریر لکھی ہے:

اس مولد شریف کی کتابت سے جمادی الاخر کے چوتھے جمعہ کی صبح

سن ۱۳۲۶ ہجری میں فراغت ہوئی۔

العبد الفقير الضعيف جعفر ابن المرحوم السيد حسين بن السيد

يحيىٰ هاشم الحسيني المدني غفر الله لهم امين.

کلماتِ تشکر

الحمد للہ ! میلاد النبی ﷺ سے متعلق اس مختصر سی کتاب "المَوَارِدُ الهَنِيَّة فِي مَوْلِدِ خَيْرِ البَرِيَّة ﷺ" کے مخطوط کا ترجمہ آج منگل کی رات ۰۳ر نومبر، ۲۰۱۴ء بمطابق دس محرم الحرام ۱۴۳۶ھ شب عاشور، پایہ تکمیل کو پہنچا میں اس کا ثواب بصد عقیدت واحترام جمیع شہدائے کرب وبلا اور بالخصوص سیدنا امام حسین بن علی علیہما السلام کی نذر کرتا ہوں، اللہ تعالی ان کے درجات کو بلند فرمائے، مجھے بلکہ جملہ اُمت محمدیہ کو ان کے فیضان کرم وعنایت کی بارشوں سے تادم زندگی اور بعد وصال بھی سیراب وفیض یاب فرمائے کہ:

یَلُوحُ الخطّ فِی القِرطاسِ دَهرًا
وَ کاتِبُه رَمِیمٌ فِی التُّرابِ

زِ اعجازِ احمد ﷺ جہاں روشن است

اعجاز بن بشیر احمد بن محمد شفیع

کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان

المصادر والمراجع

القرآن الكريم و الفرقان العظيم " كلام الله تبارك و تعالى .

" البحر الزخار المعروف بمسند البزار " للامام الحافظ ابي بكر احمد البزار ، مكتبة العلوم والحكم ، المدينة المنورة ، الطبعة الاولى 1988/1409 .

" البداية والنهاية " للامام عماد الدين اسماعيل ابن كثير الدمشقي ، مركز البحوث والدراسات العربية و الاسلامية بدار هجر .

" التاريخ الكبير " للامام ابي عبد الله اسماعيل البخاری ، دار الكتب العلمية بيروت لبنان .

" الترغيب والترهيب " للامام الحافظ عبد العظيم المنذری ، مكتبة المعارف الرياض ، الطبعة الاولى 1424 .

" الروض الانف " للامام المحدث عبد الرحمن السهيلي ، دار الكتب الاسلامية ، الطبعة الاولى 1968/1387 .

" المطالب العالية " للامام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی ، دار العاصمة الرياض ، الطبعة الاولى 1998/1419 .

" المورد الروی فی المولد النبوی " للامام ملا علی القاری الحنفی ، ادارة تحقيقات الاسلامية ، لاهور الباكستان .

"تفسير الدر المنثور" للامام الحافظ جلال الدين السيوطی الشافعی ، مركز البحوث والدراسات العربية و الاسلامية بدار هجر ، الطبعة الاولى 2003/1424

"بغية الباحث فی زوائد مسند الحارث " للامام الحافظ نور الدين الهيثمی ، الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة ، الطبعة الاولى 1992/1413 .

"حیاۃ الانبیاء" للامام ابی بکر احمد بن حسین البیہقی ، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ الاولی 1993/1414 .

" دلائل النبوۃ : للامام ابی نعیم الاصفہانی، دار النفائس بیروت ، الطبعۃ الثانیۃ 1986/1406 .

" دلائل النبوۃ " للامام ابی بکر احمد بن حسین البیہقی ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الاولی 1988/1408 .

" سبل الھدیٰ والرشاد " للامام محمد بن یوسف الصالحی الشامی ، وزاۃ الاوقاف القاھرۃ، الطبعۃ الاولی 1997/1418 .

" سلوۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب" للامام ناصر الدین الدمشقی ، دار البحوث للدراسات الاسلامیۃ، دبئی.

"سنن الترمذی " للامام محمد بن عیسیٰ الترمذی ، مکتبۃ المعارف الریاض، الطبعۃ الاولی .

"سنن ابن ماجۃ " للامام ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی ، مکتبۃ المعارف الریاض، الطبعۃ الاولی .

" سنن ابی داؤد " للامام ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی ، مکتبۃ المعارف الریاض، الطبعۃ الاولی .

"السنن الکبریٰ " للامام احمد بن شعیب النسائی، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ، الطبعۃ الاولی 2001/1421 .

" الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ " للامام ابی الفضل عیاض المالکی ، جائزۃ دبئی الدولیۃ للقرآن الکریم، الطبعۃ الاولی 2013/1434.

"شرح اصول اعتقاد اهل السنة" للامام هبة الله الطبرى اللالكائى. الجامعة أم القرى، المكة المكرمة. الطبعة الثانية 1411

" شعب الايمان " للامام ابي بكر احمد بن حسين البيهقي ، مكتبة الرشد الرياض. الطبعة الاولى 2003/1223.

" شفاء السقام فى زيارة خير الانام " للامام تقي الدين على السبكي الشافعي ، دار الكتب العلمية بيروت .

" صحيح ابن حبان" للامام ابي حاتم محمدبن حبان البستي ، مؤسسة الرسالة بيروت. الطبعة الاولى 1988/1408 .

" صحيح بخارى" للامام ابى عبد الله اسماعيل البخارى . دار الكتاب العربي بيروت. الطبعة الاولى .

" صحيح مسلم " للامام مسلم بن حجاج القشيرى . دار طيبة الرياض. الطبعة الاولى 2006/1427.

"الطبقات الكبير" للامام محمد بن سعد الزهرى ، مكتبة الخانجي بالقاهرة ، الطبعة الاولى 2001/1421 .

" طبقات الشافعية " للامام تاج الدين عبد الوهاب السبكى ، دار احياء الكتب العربية .

" عيون الاثر " للامام ابي الفتح محمد ابن سيد الناس، دار ابن كثير بيروت .

" كتاب العظمة " للامام ابي الشيخ الاصفهانى، دار العاصمة الرياض.

" كشف الاستار عن زوائد البزار " للامام الحافظ نور الدين الهيثمي ، مؤسسة الرسالة بيروت. الطبعة الاولى 1979/1399 .

" المستدرك " للامام الحافظ ابو عبد الله الحاكم النيسابوری، دار الحرمين قاهرة، الطبعة الاولى 1997/1417 .

" مجمع البحرين فی زوائد المعجمين" للامام الحافظ نور الدين الهيثمی، مكتبة الرشد الرياض، الطبعة الاولى 1992/1413 .

" المعجم الاوسط " للامام ابی القاسم سليمان بن احمد الطبرانی، دار الحرمين قاهرة، الطبعة الاولى 1995/1415 .

" المعجم الصغير " للامام ابی القاسم سليمان بن احمد الطبرانی، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولى 1983/1403 .

" معجم البلدان " للشيخ ياقوت الحموی، دار صادر بيروت، الطبعة 1397/ 1977.

"المسند " للامام احمد ابن حنبل، مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الاولى 1995/1416 .

"المواهب اللدنية" للامام احمد بن محمد القسطلانی، المكتب الاسلامی بيروت، الطبعة الثانية 2004/1425.

الموارد الهنية في مولد خير البرية

تاليف الشيخ الامام الحبر الهمام العلامة
الفاضل السيد علي نور الدين السمهودي
الحسني مؤرخ المدينة
المنورة رحمه الله
تعالى
امين

ملك
أبي عبد الله الظاهري
ناصر ال سعد
١٤٢١ هـ

بسم الله الرحمن الرحيم

وصلى الله على من خلق الوجود لأجله ونطق الكتاب بفضله سيدنا محمد
وآله وصحبه الحمد لله الذي اطلع في أفق الجلال نور الوجود وابرز في حلل
الجمال والكمال من أشرف العناصر أشرف مولود ورقاه في مدارج المعارف
الى حضرات الأنس والشهود واختصه بخصائص وده وحبه فهو
مودود ربه الودود وجعل شهر ربيع بمولده نور النور وازهر النور
لظهوره فيه رحمة بهذا الوجود فهو موسم الخيرات ومعدن المسرات عند
كل مسعود وفضل محتده ومثواه فما شابهه احد في حلاه وعلاه تبارك من خصه
به المعبود واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة أعدها لليوم
الموعود واشهد ان سيدنا محمدا عبده ورسوله صاحب الحوض المورود واللواء
المعقود صلى الله عليه وعلى آله وانصاره واصحابه واحبابه واصهاره صلاة
مستمرة دائمة الورود موجبة لقائلها اعلى الدرجات من دار الخلود
مع المقربين الشهود الركع السجود من فضل مولاه الرحيم الودود اما بعد
حققنا الله واياكم بحقائق الصفاء ورزقنا اجمعين موافقة المصطفى فقد قال الله
تعالى في محكم التنزيل منوها بقدر نبيه الجليل وصفيه الذين يتبعون الرسول
النبي الأمي الذي يجدونه مكتوبا عندهم في التوراة والانجيل وخاطبه
جل وعلا بالثناء على خلقه الكريم مع المبالغة في التاكيد للتمجيد والتكريم
فقال تعالى وانك لعلى خلق عظيم وخرج مسلم في صحيحه من حديث عبد الله
ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الله تعالى كتب مقادير
الخلق قبل ان يخلق السموات والارض بخمسين الف سنة وكان عرشه
على الماء ومن جملة ما كتب في الذكر وهو ام الكتاب ان محمدا خاتم النبيين

صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین. وخرج الحاکم بإسناد صحیح عن عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اقترف آدم الخطیئة
قال یارب اسألك بحق محمد الا ما غفرت لی فقال اللہ تعالی یا آدم کیف عرفت
محمدا ولم اخلقه قال یارب لأنك لما خلقتنی بیدك ونفخت فی من روحك
رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
فعرفت انك لم تضف الی اسمك الا احب الخلق الیك فقال صدقت
یا آدم انه لأحب الخلق الی اذ سألتنی بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد
ما خلقتك وخرجه الطبرانی وزاد وهو آخر الانبیاء من ذریتك
صلی اللہ علیہ وسلم کلما ذکره الذاکرون وکلما سهی عن ذکره الغافلون
وخرج ابن ابی حاتم فی تفسیره وابو نعیم فی الدلائل عن ابی هریرة رضی اللہ
عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت اول النبیین فی الخلق
وآخرهم فی البعث وخرج مسلم فی صحیحه عن واثلة بن الاسقع رضی اللہ عنه
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ اصطفی من ولد ابراهیم
اسماعیل واصطفی من ولد اسماعیل کنانة واصطفی من کنانة قریشا واصطفی
من قریش بنی هاشم واصطفانی من بنی هاشم فانا خیار من خیار
وخرج ابو نعیم فی دلائل النبوة عن عائشة رضی اللہ عنها عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم عن جبریل علیه السلام قال قلبت مشارق الارض ومغاربها
فلم ار رجلا افضل من محمد ولم ار بنی اب افضل من بنی هاشم فهو صلی اللہ
علیہ وسلم خیر الخلائق اجمعین واکرم الاولین والآخرین واول
الانبیاء خلقا وآخرهم بعثا به ختم اللہ النبیین والمرسلین صلی اللہ
علیہ وعلیهم اجمعین. خلقه اللہ اول خلقه نورا ناظرا الی الحق والحق

منظورا ثم انتقل في الأصلاب الطاهرة من الآباء الكرام ومن الأمهات
الطاهرات في الأرحام عليه افضل الصلاة وازكى السلام فعن ابن عباس
رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لما خلق الله آدم اهبطني
في صلبه الى الأرض وحملني في صلب نوح في السفينة وقذف بي في صلب ابراهيم
ثم لم يزل ينقلني من الأصلاب الكريمة الى الأرحام الطاهرة مصفى مهذبا
لا تتشعب شعبتان الا كنت في خيرهما حتى اخرجني من بين ابوي لم يلتقيا
على سفاح قط فأنا خيركم نفسا وخيركم ابا وروينا عن ابن سعد قال اخبرنا
هشام بن محمد بن السائب الكلبي عن ابيه قال كتبت للنبي صلى الله عليه وسلم
خمسمائة أم فما وجدت سفاحا ولا شيئا مما كان عليه امر الجاهلية فلم يزل
ينقل من الأصلاب الطاهرة الى الأرحام الزكية ويتقلب في الظهور القرشية
حتى وصل الى جده ذي المكارم عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصي
ابن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة
ابن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان
والى هنا في الأسماء متفق عليه بين اهل هذا الشان ولا خلاف ان عدنان
من ولد اسماعيل نبي الله بن ابراهيم خليل الله صلى الله على نبينا وعليهما وسلم
وانما الخلاف في عدد من بين عدنان واسماعيل من الآباء فلما وصل
الى عبد المطلب ذلك النور الأنور استضاء جبينه وازهر وسر بذلك
واستبشر وصار مهتما على عدم مفارقة هذا النور الأزهر حتى قيل له
في المنام يا عبد المطلب تزوج فاطمة بنت عمرو بن عائذ فتزوجها وهو
من انفصال النور عنه لابنه فلما آن اوان انتقال هذا النور من جبهته
ومصاحبته لأمرائه خرج عبد المطلب يوما على الاعتياد للقنص ولا صطياد

[illegible] 80

ورجع من الصيد، ذا ظمأ شديد، فأتى زمزم فشرب منها، ثم قرب من فاطمة
زوجته نقاربها فحملت بسيدنا عبد الله والد أكرم مولود، وانتقل إليها النور
الطالع على الآباء والجدود، ولما وُلد عبد الله وُجد ذلك النور في جبينه،
وَوَدَّ من لاقاه لو كان النور أن يكون من قرينه، وعلمت حينئذ علماء يهود
بالشام وجود والد النبي الخاتم عليه الصلاة والسلام، لما كان عندهم
من جبة صوف أبيض تدمّت بدم يحيى بن زكريا عليهما الصلاة والسلام،
وكان عليه السلام قُتل فيها شهيدا، وقرأوا في كتبهم أنه إذا انقطر منها
الدم وابيضت دل على أن والد محمد الخاتم كان وليدا، ثم قصدوا مكة
الكريمة ليكيدوا والده فرأوه يوما وحده فأرادوا قتله فرأوا فرسانا
لا يضاهون بني الدنيا حملوا عليهم ومنعوهم ما أرادوا، وكان عبد المطلب
سيد قريش وشيخ الحرم وكبير قومه بني إسماعيل قد أتاه آتٍ بحفر
زمزم في منامه، ووصف الآتي له موضعها في كلامه، وكانت زمزم سقيا
أبيه إسماعيل، وهزمة الأمين جبريل، وقد طمّتها جُرهم وعميت آثارها
من نحو خمسمائة عام، لما غلبتها خزاعة على البيت الحرام، فغدى عبد المطلب
بمعوله وابنه الحارث وليس له غيره ذلك الزمان، فحفر ثلاثة أيام حتى بدى
لهم جانب زمزم فكبّر ربّه المنان، وقال هذا طويّ إسماعيل عليه الصلاة
والسلام، فقالت له قريش أشركنا فقال ما أنا بفاعل هذا شيء خُصصت به
من دون الأنام، ثم خلوا بينه وبين زمزم فحفرها، واستخرج منها ما أودع
فيها من حلية الكعبة وغيرها من النفائس، ونذر حين لم يجد على حفرها
مساعدا، لئن تكمّل له عشرة من الولد ليذبحن منهم واحدا، فأراد بعد تكامل العشرة
بعبد الله الوفاء بنذره وأن يذبح واحدا من عشرة فأقرع بينهم فخرج

البيت الحرام • وفيهم عبد الله والد النبي عليه الصلاة والسلام • وهو يكره ان يخرج السهم على عبد الله لشدة حبه اياه • فخرجت القرعة عليه فأخذ بيده • وعزم على ذبحه هنالك • فمنعته قريش من ذلك • وقيل له متى فعلت ذلك تبعتك العرب فيه • ولكن الكوم العشار تفديه • فاقرع بينه وبين مقدار الدية وكانت حينئذ من الأبل عشرا • فان خرجت عليه فزد عشرا أخرى وهكذا حتى تخرج القرعة على الأبل فتعلم انه رضي بالفداء وقبل • ففعل عبد المطلب ذلك وكرر الأقراع بزيادة عشر مرة بعد مرة • وهي تخرج على عبد الله كرة بعد كرة • فلما كملت الأبل مائة وقعت القرعة عليها • فكرر عبد المطلب حينئذ الأقراع ثلاثا وفي كل مرة تقع على الأبل وتشير اليها فنحرها عن عبد الله سليله • وتركه متلألئا في جبينه نور حبيب الله وخليله • وكن نساء قريش من اجل هذا النور يرقبنه • يبتغين يربنه فتتراآه له الملائكة فيهبنه • فلما عزم عبد المطلب على زواجه وعواه مر به على رقية اخت ورقة ابن نوفل • فقالت يا عبد الله الي فلك مثل الأبل التي نحرت عنك وقع علي فقال عبد الله

اما الحرام فالممات دونه •	والحل لا حل فأستبينه •
فكيف بالأمر الذي تبغينه •	يحمي الكريم عرضه ودينه •

ثم ذهب مع ابيه فأتى به وهب بن عبد مناف • والد آمنة ذات الكرم والعفاف وكان وهب قد رأى ما اتفق ليهود الشام لما قصدوا قتل عبد الله وشاهد الفرسان الذين منعوه منهم لا يضاهون فرسانهم فرغب ان يزوجه آمنة • وهي اذ ذاك خير نساء قريش فأظهر رغباه فزوجه آمنة • فكان ذلك سبباً لظهور خيور كامنة • فلما آن اوان انتقال النور الذي منه الحبيب الهادي اليها •

ولما اراد الله تعالى ايجاده امر الله تعالى رضوان خازن الجنان، بفتح ابواب الفردوس ونودي في السموات والأرض بأن النور، الذي يكون منه مظهر الخير، في هذا الزمان في بطن آمنة يستقر، وتنتشر في العالم بركته وتشتهر، فأتى عبد الله آمنة وسكن اليها، فانتقلت تلك الأنوار واشتعلت عليها، فعلقت بالحبيب الشفيع صلى الله عليه وسلم، وذلك فيما قيل يوم الاثنين من أول جمعة بشعب ابي طالب من مكة وقيل عند الجمرة الوسطى من منى باوسط ايام التشريق وكان لعبد الله من العمر نحو عشرين فبعثه ابوه صحبة تجار قريش الى الشام، للاتيان بشيء من الطعام، فمرض في عودهم بالمدينة النبوية ذات الفخار، فتخلف عند اخوال ابيه بني عدي بن النجار، ثم توفي ودفن بدار النابغة من طيبة دار الأبرار، وكان صلى الله عليه وسلم يومئذ على الراجح حملا في بطن الوالده، وهذا ابلغ اليتم واعلام ابنه الزائده، فقالت الملائكة الهنا صار نبيك بلا اب فبقي من غير حافظ ومرب، فقال الله تعالى انا وليه وحاميه، وربه وغوثه وكافيه، ورثته آمنة لما بلغها خبر الوفاه.

عفى جانب البطحاء من ابن هاشم	وجاور لحدا خارجا في الغماغم
دعته المنايا بغتة فأجابها	وما تركت في الناس مثل ابن هاشم
لئن تك غالته المنايا وريبها	لقد كان معطاء كثير التراحم

فلما آن اوان ظهور بدر النبوة والبهاء وحان حين بزوغ شمس الايمان والهدى، استبشرت السموات والأرض، وعمت الخيرات العالمين بالطول والعرض، وعاد الى قريش بعد الجدب الشديد الخصب الوافي، وتوالت عليهم النعماء وكمال العوافي، ورفعت الكهانة من بينهم، وانهدمت الأكاسرة

مع ميتهم • وقالت آمنة ما شعرت اني حملت • ولا وجدت لحملي هذا ثقلا •
الا اني انكرت رفع حيضتي وقيل لي في النوم او بين اليقظة والمنام انك حملت
بنبي هذه الأمة سيد الأنام • فاذا وقع على الأرض فقولي أعيذه بالواحد
من شر كل حاسد • وآية ذلك انه يخرج معه نور يملأ قصور بصرى من ارض
الشام • فاذا وقع فسميه محمدا • فان اسمه في التوراة والإنجيل احمد • واسمه
في القرآن محمد • يحمده اهل السموات والأرض • ثم تنزلت الملائكة ببيت
آمنة واحدقت • وسبحت وقدست وهللت وكبرت • فوضعت آمنة سيدنا
محمدا الحبيب الكريم عليه افضل الصلاة واتم التسليم • اتم وضع وايسره
واخفه واطيبه واطهره • جاثيا على ركبتيه • رافعا راسه الى السماء يرمق
بعينيه • طيبا نظيفا ما به قذر ولا اذى • مختونا مقطوع السر مختوما بخاتم
النبوة البيضاء • مقبوضة اصابع يده • مشيرا بالسبابة كالمسبح بها •
وخرج له نورا اضاء ما بين المشرقين • فرأت امه قصور بصرى رأي العين •
وذلك بمكة المعظمة الشأن • في الدار المعروفة اليوم بمولده التي ابتنتها ام
الرشيد الخيزران • فاصبح صلى الله عليه وسلم صبيح الوجه يوم الاثنين
مولودا لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول • على الصحيح الذي
عليه المعول • وقيل يوم الجمعة ويروى لثمان من الشهر وقيل لليلتين خلت
منه وقيل لثالث عشرة وقيل لعاشر • وقيل في رمضان • ومدة حمله تسعة
اشهر على الراجح عند اهل هذا الشأن • وذلك بعد خمسين يوما من عام الفيل
على ارجح الأقاويل • في ولاية كسرى انوشروان • المشتهر بالعدل في العشرين
من نيسان • فوافق فصل الربيع اعدل الفصول والأزمان • من سنة ثمان
وسبعين وخمسمائة من رفع سيدنا عيسى بن مريم الى السماء عاما نقلا

بعض العلماء تفخيماً لميلاده غرائب • ووجدت لايجاده عجائب • بانزلزال ايوان كسرى وسقوط بعض شرفاته • وذلك من بينات آياته • وانتكاس الأصنام على الرؤس وخمود نيران المجوس بعد الاضطرام • ولم تخمد قبل ذلك بألف عام • وغاضت بحيرة ساوه • وفاض وادي السماوه • واخبرت الأحبار بظهوره • وتحدثت بصفته وأموره • ومنعت الشياطين الا من استرق السمع فاتبعه شهاب مبين • وهتفت هواتف الجان • بأرصاده وسحر اللسان • ولما بشر جده عبد المطلب بولادته وهو في الحجر سُرّ بذلك الخبر • واتى مع اصحابه امه فاخبرته بكل ما رأته وما قيل لها في ذلك المولود الأطهر • فقال عبد المطلب للنسوان • احتفظن به فاني ارجو ان يكون لابني هذا شان • ثم اخذه وطاف به الاركان • وهو يقول —

الحمد لله الذي اعطاني •	هذا الغلام الطيب الأردان
قد ساد في المهد على الغلمان •	أعيذه بالبيت ذي الأركان

من حاسد مضطرب العينان

وفي سابع مولده ذبح جده عنه اعني عقيقته • ودعا قومه الاكرمين فحضروا وليمته • فلما فرغوا منها قالوا اما سميته يا عبد المطلب قال سميته محمداً ايكرام قالوا فلم رغبت عن اسماء ابائك واهل بيتك الأعلام • قال رجوت ان يكون محموداً في السماء لله وفي الأرض لخلقه • وقد حقق الله تعالى رجاءه كما سبق في علمه بعظيم حقه • وارضعته صلى الله عليه وسلم امه • سبعة ايام ثم ارضعته بعد امه ثويبة الأسلمية مولاة ابي لهب عمه • وكان عمه اعتقها لما بشرته بولادته • ولهذا جاء انه يخفف عنه من عذابه كل يوم اثنين اوليلته • وارضعت ثويبة قبله عمه حمزة بن عبد المطلب عمه • وارضعت

بعده اباسلمة بن عبد الأسد فكانت ايضا من الرضاعة امه، وكان
صلى الله عليه وسلم يبعث اليها من المدينة بالكسوة والصلة، والصحيح
انها توفيت مسلمة، ثم ارضعته عليه الصلاة والتحية حليمة بنت ابي ذؤيب
السعدية، حدثت انها قدمت مكة في سنة جدبة شهباء يلتمسن الرضعاء
على ادتبة بالأجلال اصابهن من الأزو، ومعي زوجي والابن لي
العزى على أتان مقصرة عن الجهد بمرة، ومعها شارف ما تبض من اللبن
بقطرة، ولا تنام الليل من بكاء صبيها وتلويه، وليس في ثديها ما يغنيه
قالت وما بقي امرأة منا الا وقد عرض عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم
فتأباه ليتمه، وتقول ننظر البر من والد الصبي ولا يكون ذلك من قبل امه
فأخذت كل واحدة من صواحبي رضيعا ولم يحصل لي صبي وكرهت العود
الى بلادنا بلا رضيع وقد اعجبني وجهه المضي فجئته وأخذته تعني النبي
صلى الله عليه وسلم فلما جئت به رحلي اقبل عليه ثدياي بما شاء من اللبن
فشرب من الثدي الأيمن حتى روي وسكن، ثم عرضت عليه الأيسر فامتنع
فأرضعته ولدي فشرب منه حتى روي وتركه من الشبع، فلما امسينا واردنا
قام زوجي الى شارفنا فوجدها البونا ما فلاه فحلب ما شرب وشربت حتى
روينا ريا كاملا فبتنا ونحن وولدنا بخير ليلة وبركة، فقال لي زوجي يا حليمة
انك تعلمين قد أخذت نسمة مباركة ثم رجعنا قافلين الى بلادنا فسبقت اتاني
عليها الرواحل فقالت النسوة من رفقتي كيف سبقت اتانك القوافل
اما هي في الذهاب ركبتيها وهي بجفاء بطيئة، والآن كما ترين مسرعة قوية
فقلت لهن بلى والله ان لها الشأن ناه فقدمنا ارضنا وما اعلم من ارض الله اجدب
منها فتسرح غنمي وتروح وهي شباع لبن فنحلب ما شئنا وما حوالينا يكون

بناته قطرة لبن فيقولون لرعاتهم ويحكم انظروا حيث تسرح غنم ابنة ابي ذؤيب فاسرحوا معها فيسرحون حيث تسرح غنمي فترجع اغنامهم جياعا ما بها لبن وغنمي شباعا الينا نحلب ما شئنا ولم يزل الله يرينا البركة ونتعرفها منه عليه الصلاة والسلام حتى بلغ سنتين من الاعوام وكان يشب شبابا ما يشبه الغلمان فوالله ما بلغ سنتيه الا وكان قويا جفرا فرجعناه الى امه لنقرت به عينا وانشرحت به صدرا ثم استرددناه منها لنعظيم بركته فينا خوفا عليه من وباء الحضر فرجعنا به الى بلادنا وقرنا من رجعته مرادنا فبعد شهرين او ثلاثة جاءنا اخوه من الرضاعة يسعى وكان يلعب معه في بهم لنا فقال ادركي اخي القرشي جاءه رجلان عليهما ثياب بيض فاضجعاه وشقا بطنه فخرجت انا وزوجي نسرع حتى وصلنا اليه فوجدناه قائما منتقعا لونه فاعتنقه ابوه وسألناه ما شأنه فقال جاءني رجلان عليهما ثياب بيض فاضجعاني وشقا بطني فاستخرجا منه شيئا فطرحاه ثم ردّاه كما كان فقال زوجي انطلقي بنا نرده الى امه فلقد خشيت ان يكون ابني قد اصيب فاحتملناه ورددناه الى امه فقالت ما دعاكما الى رده وقد كنتما حريصان عليه فقلنا خشينا من تطرق الحوادث اليه فقالت اخبراني ما بكما في شأنه ومن خبره فلم نخبرها ما كان من امره فقالت خشيتما عليه من هذا الشيطان كلا والله ما للشيطان عليه سبيل وانه كائن لابني شأن الا اخبركما به فقلنا بلى أيه فاخبرتنا بما رأته وما قيل لها فيه ثم قالت لنا فدعاه عنكما وثبت في صحيح مسلم عن انس رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاه جبريل وهو يلعب مع الصبيان فاخذه فصرعه فشق عن قلبه فاستخرج القلب فاستخرج منه علقة سوداء فقال

هذا حظ الشيطان منك ثم غسله في طست من ذهب بماء زمزم ثم لأمه ثم اعاده الى مكانه وجاء الغلمان يسعون الى أمه يعني ظئره فقالوا ان محمدا قد قتل فاستقبلوه وهو منتقع اللون قال انس رضي الله عنه وقد كنت ارى اثر ذلك المخيط في صدره الشريف صلى الله عليه وسلم وثبت في الصحيحين ايضا انه صلى الله عليه وسلم شق صدره ليلة الأسراء فقصة الشرح متعددة • وبقيت حليمة رضي الله عنها الى ان تزوج النبي صلى الله عليه وسلم خديجة رضي الله عنها فجاءت مكة تشكو جدب بلادها وهلاك مواشيها فاسترزق لها خديجة فاعطتها اربعين شاة وبعيرا وعادت الى اهلها ثم جاءت في عهد الأسلام اليه عليه الصلاة والسلام واسلمت وكذا زوجها اسلم • وقيل لم يثبت والله اعلم • واخوته صلى الله عليه وسلم من الرضاعة من حليمة عبد الله وانيسة والشيماء • واولاد زوج حليمة الحارث بن عبد العزى من هوازن • ولأجل رضاعته صلى الله عليه وسلم من لبنها رد على هوازن سباياهم وكانوا ستة الاف نسمة وكانت فيهم اخته الشيماء وجاءت اليه يوم حنين فبسط لها رداءه واجلسها عليه وقال لها ان احببت اقمت عندي مكرمة او اخترت قومك فاختارت قومها فمتعها واحسن اليها • وحضنته صلى الله عليه وسلم مع امه وبعد وفاتها ام ايمن بركة الحبشية مولاته جارية ابيه • ولما بلغ صلى الله عليه وسلم ست سنين توجهت به امه الى المدينة المنورة لزيارة بني عدي بن النجار اخوال جده الأطهار • فاقاموا عنده شهرا ثم رجعوا يؤمون البيت الحرام • فلما وصلوا الابواء وافى امه الحمام • فاغمي عليها فلما افاقت فرأته صلى الله عليه وسلم عند راسها فبكت وانشأت تقول

يا بارك ربي فيك من غلام • يا ابن الذي فودي من الحمام

يا ابنَ الذي من حومة الحمام • فُدي غداة الضرب بالسهام

ان صح ما رايت في منامي • [illegible] الى الانام

ثم قالت كل حي ميت • وكل جديد بال • وكل كثير يفنى • وانا ميتة وذكري باق
وقد ولدت طُهرا • وتركتُ ذكرا • ثم توفيت فرجعت به حاضنته ام ايمن
الى مكة فاخذه عبد المطلب وحنّ اليه • واظهر اكرامه والعطف عليه •
وجعل يلطف به ويبدي تكرمته • ويشيد امره ويعلي منزلته • ويقول ان
لابني هذا شانا • ورفعة وسلطانا • فلما بلغ ثمان سنين • توفي جده الشفيق
المعين • وله مائة وعشرون سنة فيما قيل فكان صلى الله عليه وسلم يبكي خلف
جنازته حتى دُفن بالحجون • ثم كفله بعد جده عمه الشقيق ابو طالب • بوصية
من جده اليه فحاطه وقام من كفالته بالواجب • ولما بلغ ثنتي عشرة سنة
وقيل شهرين وعشرة ايام • توجه في تجارة مع عمه ابي طالب الى الشام • فلما وصل
بصرى رآه بحيرا الراهب فعرفه بصفته التي رآها في كتبه فجاءه واخذ بيده
وقال هذا سيد العالمين • ورسول الله المبعوث رحمة للعالمين • فسالوه مم علم
ذلك فقال انه لما اقبلتم سجدت الاشجار والاحجار • ولا يسجدان الا لنبي مختار •
وسال الراهب عمه عنه فقال هو ابن اخي فقال هل انت عليه شفيق قال نعم
قال لئن ادخلته الشام قتلته اليهود فهالَهُ ذلك فبعث به عمه مع بعض
غلمانه الى المدينة • ثم خرج صلى الله عليه وسلم الى الشام ثانيا وسنه خمس
وعشرون مع مَيسرة غلام خديجة رضي الله عنها التجارة لاجلها فلما نزل
بُصرى نزل بقرب صومعة نسطورا الراهب تحت شجرة في ظلها • فقال
نسطورا ما نزل تحت هذه الشجرة الا نبي • ثم سال ميسرة افي عينيه حمرة
قال نعم قال لا تفارقه فانه نبي وآخر نبي • ثم باعا وربحا ربحا كثيرا ورجعا

يظلانه صلى الله عليه وسلم الملكان اذا اشتد الحر وميسرة يرى ذلك فلما دخل مكة رأته خديجة رضي الله عنها واخبرها هو بالربح وميسرة بما رأى وبما قاله راهب بصرى فبعثها ذلك على الرغبة في ان يكون ذلك الفرد زوجها انزوجها في تلك الايام وهي اذ ذاك ابنة اربعين من الاعوام ومنها جميع اولاده ذوي الاقدار العلية الا ابراهيم فانه من مارية القبطية ولم يتزوج عليها صلى الله عليه وسلم حتى توفيت وكان اذا وصفها يقول كانت خديجة وكانت ولما بلغ صلى الله عليه وسلم خمسا وثلاثين سنة بنت قريش الكعبة فلما وصلوا الى حيث يوضع الركن منها اختلفوا في الاحق بوضعه ولجوا في ذلك القتال حتى هموا بالقتال ثم اتفقوا على تحكيم اول داخل من باب بني شيبة فكان صلى الله عليه وسلم فقالوا هذا الامين رضينا بقضائه وكانوا يدعونه بالامين قبل النبوة فعرضوا عليه ما تنافوا فيه وبسط صلى الله عليه وسلم رداءه بالارض ووضع الركن فيه فقال لتأخذ كل قبيلة طرفا من الرداء ثم يرفعوه كرة واحدة ففعلوا فلما بلغوا موضعه وضعه صلى الله عليه وسلم بيده الى اجده ولما بلغ سنه الاربعين بعثه الله رحمة للعالمين وارسل اليه طاووس الملائكة جبريل الامين واول ما بدئ به من الوحي الرؤيا الصالحة فكان لا يرى رؤيا الا جاءت مثل فلق الصبح لا غثة ثم حبب اليه الخلاء فكان يخلو بغار حراء يتعبد فيه الليالي حتى جاءه فيه الحق وانزل عليه اقرأ باسم ربك الذي خلق لسبع عشرة او ثمان عشرة من رمضان وقيل في شهر ربيع الاول واول من آمن به من النساء خديجة ومن الرجال ابو بكر ومن الصبيان علي وهو ابن عشر وقيل اكثر ومن الموالي زيد بن حارثة ثم في العاشرة من البعثة وقيل الثامنة منها مات عمه ابو طالب

بعده بثلاثة ايام وقيل اكثر • وقيل بل قبله ماتت خديجة فعظمت المصيبة
وحلّت • واشتدت الكرب من قريش [illegible] كان
يحوطه وينفعه • ويجادل عنه ويمنعه • ثم لم يزل النبي صلى الله عليه وسلم
على الأذاه والتكذيب صابرا • وعلى انذار الأمة ودعائها للتوحيد مثابرا •
وخرج الى الطائف ومعه زيد بن حارثة مولاه • يلتمس المنعة ويدعوهم الى الله •
خلوا
فردوا عليه ردًّا فظيعا • ولم يجد منهم سامعا ولا مطيعا [illegible]
بأمان • وصرف اليه حينئذ نفر من الجن يسمعون القرآن • ثم أكرم بالأسراء
وأتحف بالمعراج • ومنح ليلتئذ السرور والابتهاج • فأسري به صلى الله
عليه وسلم وقد كمل له احدى وخمسون سنة وتسعة اشهر [illegible] الأطهر
ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الأقصى معيد اخوانه من النبيين صلى الله
عليه وعليهم اجمعين • ثم عرج به الى السموات العلى فرأى في السماء الأولى
آدم • وفي الثانية يحيى وعيسى • وفي الثالثة يوسف • وفي الرابعة ادريس
وفي الخامسة هارون • وفي السادسة موسى • وفي السابعة ابراهيم عليهم
الصلاة والسلام • وكان يسلم عليهم عند لقائهم وكل منهم يرد عليه صلى الله
عليه وسلم ويقول له مرحبا بالنبي الصالح • ثم صعد حتى بلغ سدرة المنتهى
الى مستوى يسمع فيه صريف الأقلام • فوصل لما لم يصل اليه بشر من الأنام
واحباه من الاكرام فوق ما تمناه • وفاز بالمناجاة العظيمة ورؤية الله •
وفرض عليه وعلى أمته الخمس من الصلوات وعاد الى بيت [illegible]
معه حتى اتى به مكة الى فراشه وقد بقيت من الليل ساعات مجتمعه •
من ليلة سبع وعشرين من شهر رجب المفضل • او سبع عشرة من ربيع الاول
او من رمضان • الواضح البرهان والتبيان • فلما اصبح لخبر قريشا فكذبته

وسألوه [illegible] بيت [illegible] التي [illegible] عن أشياء لم يره فأمر
الله تعالى جبريل بوضع الأقصى عند دار عقيل ليرى بعينه ما يسأل عنه
فيصفه وسألوه عن عير الشام فوصفها وقال تقدم يوم الأربعاء فكادت
الشمس تغرب من يوم الأربعاء قبل ان يقدموا فدعا الله فحبسها حتى قدموا
[illegible] ذلك [illegible] سحر انما [illegible] وكان صلى الله عليه وسلم يعرض
نفسه النفيسة على القبائل ويريهم لنبوته الأعلام والله لا ثم الى ان يسر الله
تعالى الأوس والخزرج المدخرين في الأزل لشد آزره وان يشدوا أزرهم
فبايعوه [illegible] على الهجرة اليهم وان يمنعوه بما يمنعون به انفسهم فعزم على الرحيل
والهجرة وله ثلاث وخمسون سنة ومن مبعثه ثلاث عشرة فخرج اول
ربيع الأول هو وابوبكر الصديق وعامر بن فهيرة مولى الصديق وعبدالله
بن أريقط الليثي يدلهم الطريق بعد ان اختفى هو والصديق بغار ثور
جبل باسفل مكة ثلاث ليال واتفق من نسج العنكبوت وتعشيش الحمام
وغيرهما ما هو مشهور الحال ثم خرجا من الغار واخذ بهم الدليل طريق
الساحل واتفق لهم بالطريق آيات بينات كقصة سراقة بن مالك بن جعشم
وشاة ام معبد ذات الخيمات من طريق قديد وغيرهما مما هو في الأخبار
المشهورات فوصل المدينة الشريفة يوم الاثنين الثاني عشر من ربيع
الأول وقيل [illegible] سنة [illegible] فأخذ ذات اليمين حتى نزل
بالعالية في بني عمرو بن عوف بقبا تفاؤلا بالعلو والتمكين وفرح بمقدمه
اهل المدينة فرحا شديدا وتنافسوا في منزله تنافسا اكيدا فركب
ناقته وارخى لها زمامها وقال دعوها فانها مأمورة فسارت حتى بركت
بسكة بني غنم المشهورة بباب مسجده من منازل بني النجار اخوال جده

فاستنصر بهم [illegible] الأنصار • فاجتهد في إظهار
الدين • وتبليغ رسالات رب العالمين • وبث السرايا وجاهد بنفسه حتى
كان من أمره ما هو مشهور في سيره • وفتح مكة في رمضان من السنة
الثامنة من هجرته • فطاف بالبيت الحرام لعشرين من رمضان وحوله ثلاثمائة
وستون صنماً [illegible] وفي رواية بقضيب
في يده ويقول جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا فيقع الصنم
لوجهه • وقد اظهر الله على يده كثيرا من الآيات والمعجزات • وشرفه
بخصائص وكرامات • فسقطت الأصنام بإشارته • ونطق الضب والذئب
بنبوته • وانشق له القمر فرقتين وكلمته الظبية ذات الخشفين • ونبع
الماء من بين اصابعه كامثال العيون في الأنسجام • وأشبع الجم الغفير
من قليل الطعام • وحن الجذع اليه • وسبح الطعام بين يديه • والحصى
في كفيه • وآياته بالقرآن المجيد لا تبيد • لا يأتيه الباطل من بين يديه
ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد • فمعجزاته لا تحصى وكراماته لا تستقصى
ومحاسنه الجميلة كثيره • وصفاته الجليلة مستنيره • هو محمد الحميد
الخصال • وأحمد اكثر الخلق حمداً لله الكبير المتعال • والماحي الذي محا الله
تعالى به الضلال عمن كفر • والحاشر الذي يحشر الناس على اثره في المحشر •
والعاقب آخر الأنبياء • والمقفي [illegible] على من توسل
به فسلم من المهالك • ونبي الرحمة رحم الله تعالى به المؤمن والكافر •
والبار والفاجر • فهذه اسماؤه المشهوره • التي جاءت في الكتاب مسطوره
وكان صلى الله عليه وسلم اكمل الناس في الخلق واجملهم في الذات •
وافضلهم في النعوت والصفات • ربعة معتدل القامه • حسن الجسم

عظيم الهامة • متماسك البدن ضرب اللحم بادن الخلقة فخم العظم •
ابيض الوجه مشرب واز هر • مدور الوجه مضيئه ونيره • يتلألأ وجهه
تلألأ القمر ليلة البدر • لحما متحما سواء البطن والصدر • واسع الجبين
اشم الانف اقنى العرنين • ازج الحاجبين بينهما عرق يدره الغضب •
ادعج العينين اهدب • عظيم الفم افلج الاسنان اشنب اهدب •
حسن العنق عبل العضدين والذراعين • رحب الوجه شثن الكفين
والقدمين • بسيط اليدين بعيد ما بين المنكبين مسيح القدمين منهوس
العقبين ضخم الكراديس جليل المشاش والكتد • دقيق المسربة وطويل الزند
المتجرد اشعر الكتفين • واعالي الصدر والذراعين • عظيم اللحية رجل الشعر
يضرب شعره الى منكبيه • وربما قصه حتى يبلغ الى انصاف اذنيه • خافض
نظره الى الارض اطول من نظره الى السماء • عظيم الكرم ما سئل شيئا الا اعطاه
ولا يستكثر ما اعطى شيئا حييا اشد حياء من العذراء • شجاعا مقداما
لا احد من الخلق يقواه • قال علي رضي الله عنه كنا اذا اشتد الحرب اتقينا
برسول الله • ولما انهزموا عنه يوم حنين وهو على بغلته هم زها نحو
العدو من المشركين • ونوه باسمه المكين • وقال انا النبي لا كذب •
انا ابن عبد المطلب • وما رجع اصحابه اليه الا والابطال اسرى بين يديه
صلى الله وسلم عليه • وما انتقم لنفسه قط ولا غضب الا ان يغضب
اذا انتهكت حرمات الله على من انتهكها • ويحب المساكين • ويكرم اهل
الفضل ويؤلف اهل الدين • ويشهد الجنائز ويعود المرضى • وكان اعظم
الناس تواضعا واغضى كثير الذكر لله والصيام • مديما للفكر والقيام •
حج صلى الله عليه وسلم في سنة عشر بالناس وهم سبعون الفا وقيل مائة

الف وعلى راحلته رحل رث وقطيفة تساوي اربعة دراهم. وهو ينادي
ربه الراحم. ويقول اللهم اجعله حجا لا رياء فيه ولا سمعة. وكان وقوفه
في هذه الحجة يوم الجمعة. وتسمى حجة الاسلام وحجة الوداع وودع فيها من حضر
من الصحب الكرام وقال لهم هنالك عسيتم ان لا تروني بعد ذلك. وحج صلى الله
عليه وسلم قبلها حجتين وقيل اكثر واعتمر اربعا آخرها مع حجته الاكبر. وانزل الله عليه
في يوم عرفة من حجه هذا ما زاد به هذه الامة سرورا وايمانا. وشكرا وايقانا.
بقوله في خطابهم حقا يقينا. اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت
لكم الاسلام دينا. واستشعر سيدنا الفاروق عمر بن الخطاب رضي الله عنه
من هذا الخطاب قرب وفاته صلى الله عليه وسلم فبكى بالانتحاب. وقال
يا رسول الله كنا في زيادة من ديننا فلما ان كمل فليس بعد الكمال الا النقصان
فصدقه صلى الله عليه وسلم في ذلك هنالك. ورجع صلى الله عليه الى المدينة
دار الهجرة فاقام بها الى يوم الاربعاء آخر صفر وقيل لليلتين بقيتا منه سنة
احدى عشر. فبدأه المرض فصار وجعا وحمى مصدعا. واشتد به المرض في بيت
ميمونة فاستأذن ازواجه ان يكون في ايام المرض عند عائشة رضي الله عنها
فاذن له. فمرض اثني عشر او اربعة عشر يوما وكان يخرج في مرضه الى الصلوة
الا ثلاثة ايام فاذن بلال للصبح يوما وجاء باب الحجرة وسلم واذن بوقت
الصلوة واعلم. فقالت له فاطمة رضي الله عنها ان ابي الان مشغول بنفسه عنكم
رسول الله صلى الله عليه وسلم. فعاد بلال الى المسجد ثم عاد اليه وقت الاسفار
فقال السلام عليك يا رسول الله وآذنه بالصلاة فقال صلى الله عليه وسلم
مروا ابا بكر فليصل بالناس فجاء بلال فقال له ما امرني به رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما تقدم الصديق للصلاة بمقام الحبيب وكان رقيق القلب

فعزز البكاء والنحيب وخرّ مغشياً عليه . وعلت اصوات الصحابة بالبكاء

لفقد نبيهم حتى انتهت اصواتهم اليه . فقال ما هذا فقيل صوت بكاء المسلمين

لما لم يروك يا خاتم النبيين فتوضأ واغتسل ليخرج اليهم فلم يقدر وروي

انه خرج وصلى بهم ثم عاد الى حجرته . واتاه جبريل عليه السلام فقال له ربك

يقرئك السلام ويقول ان شئت شفيتك وعافيتك وكفيتك وان شئت

توفيتك وغفرت لك فقال صلى الله عليه وسلم ذلك الى ربي يصنع بي ما شاء

وقد جاء انه صلى الله عليه وسلم خيّر فاختار الرفيق الاعلى فناداه منادي

الدعوة يا قدوة الصفوة قد قدرنا وقضينا وقلنا وامضينا انك ميت وانهم

ميتون . ولما دخل ملك الموت عليه صلى الله عليه وسلم قال ان الله ارسلني اليك

وامرني ان اطيعك في كل ما تامرني به . فساله رسول الله صلى الله عليه وسلم

اين خليت حبيبي جبريل قال في السماء الدنيا تعزيه الملائكة فدخل في الحال

جبريل وجلس فقال صلى الله عليه وسلم يا جبريل قد انطوى زمان عمري

فبشرني بلطف من ربي فاودي وديعته طيب النفس فقال يا حبيب الله

فتحت ابواب السماء كلها وقامت الملائكة صفاً صفاً باكفهم نثار الروح

والريحان وتحف الرضوان ينتظرون روحك الطاهر الزكي فحمد الله وقال

لا اسالك عن ذلك بشرني يا جبريل قال غلقت ابواب النيران وفتحت

ابواب الجنان وزينت الفراديس بتدلي اشجارها وتحلي حورها لانتظار

قدوم روحك الاطهر فحمد الله وقال لا اسالك عن هذا يا جبريل قال انك

اول من يحشر واول من يشفع عنده واول من قبل شفاعته واعطاه مراده

فقال ليس سؤالي عن هذا وانما ذاك بشارتي التي ابتغيها . فقال جبريل وما هي

فقال يا جبريل وجدي على امتي وكربي لاجل امتي وحزني من امر امتي . وهمي

أو غمّ لأمتي، أمتي ضعفاء آمنوا بي وسلموا الأمري وقبلوا شريعتي ودِيني
وملّتي واطاعوني واتبعوني، ما ادري ما عاقبة امرهم، ولا ما يُفعل بهم غداً
فقال له جبريل ابشر يا حبيب الله، فقد قضى الله فيك وفي أُمّتك ان لا يدخل الجنة
نبي قبلك، ولا اُمة قبل اُمتك، فسرّ بذلك نبينا صلى الله عليه وسلم، لجزاد
انه عنا وعن سائر امته ما هو اهله واعلم، ثم قال جبريل يا احمد قد اشتاق
ربك الى لقاءك، واراد ان ترجع اليه فيراك، فقال صلى الله عليه وسلم امضِ يا ملك الموت
الى ما اُمرت به فسلم عليه جبريل، ويروى ان من آخر ما قال اتقوا الله واحفظوا
في عترتي، وفي رواية الصلاة الصلاة وما ملكت ايمانكم، ورفع المصطفى يده
وقال في الرفيق الأعلى، فتوفي عليه الصلاة والسلام في بيت عائشة
ويومها مستنداً الى صدرها نصف النهار او عند اشتداد الضحى يوم
الاثنين الثاني عشر من ربيع الأول وقيل ثانيه وله ثلاث وستون سنة وقيل
اكثر، وليس في راسه ولحيته عشرون شعرة بيضاء، فدهش كبار الصحابة
ووقعوا في عظيم حيرة واليم كآبة، فاُقعد بعضهم وأُسكت آخرون حتى تلى
عليهم ابوبكر رضي الله عنه انك ميت وانهم ميتون، ثم اجتمع لغسله اهل بيته
الأطهار بعد ان عُرف الموت في اظفاره، المرتضى علي وابو الفضل العباس وابناه
فضل وقثم وأُسامة بن زيد ومولاه صالح، ونادى عليا اوس الأنصاري
من وراء الباب يا علي ننشدك الله وحظنا من رسول الله الا
ما ادخلتني فقال له ادخل فدخل فحضر ولم يل من امر الغسل شيئا وروى
ابن ماجة باسناد جيّد عن علي كرم الله وجهه قال امرني رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال يا علي اذا انا مت فاغسلني بسبع قرب من بئري بئر غرس
وكانت باطراف قباء وكان يشرب منها وعن ابي جعفر الباقر قال غسل النبي

صلى الله عليه وسلم بماء وسدر وغسل في قميص وغسل من بئر يقال لها الغرس لسعد بن خيثمة بقباء ولم يُرَ منه شيء مما يُرى من الميت وعلي يقلبه ويقول بأبي انت وأمي ما اطيبك حيا وميتا. ثم نشف وكفن في ثلاثة اثواب بيض سحولية يمانية ليس فيها قميص ولا عمامة. ورُوي انه أُدرج في ثوبين وبرد حبرة ثم وُضع على سريره فصلي عليه بغير امام يدخل الناس زمرا زمرا فيصلون عليه ثم يخرجون. ثم صلى عليه النساء كذلك ثم تقاولوا في مدفنه فقال ابوبكر رضي الله عنه سمعته صلى الله عليه وسلم يقول ما قبض نبي الا دفن حيث قبض وقال المرتضى علي رضي الله عنه ليس في الارض بقعة احب الى الله من بقعة قبض فيها نفس نبيه فاجمعوا على ذلك. فدفن هنالك. قيل ليلة الثلاثاء وقيل في سحرها وقيل في يومها عند الزوال وقيل ليلة الاربعاء وهو الاشهر ورُش على قبره الماء. وكانت المصيبة الكبرى على السيدة البتول فاطمة الزهراء. فاخذت شيئا من تراب القبر فوضعته على عينها وبكت وقالت

ماذا على من شم تربة احمد	ان لا يشم مدى الزمان غواليا
صُبت علي مصائب لو انها	صُبت على الايام عدن لياليا

وقالت لانس بن مالك خادم رسول الله. يا انس اطابت انفسكم ان تحثوا التراب على حبيب الله صلى الله عليه وسلم. فوقع الاصحاب في الاضطراب والاحباب في الحرقة والالتهاب. يبكون هم وامهات المؤمنين تذرف على خدودها العبرات. وفي قلوبهم من تغيب صورة الحبيب نيران الحسرات. تقول فاطمة يا ابتاه اجاب ربا دعاه. يا ابتاه جنة الفردوس مأواه. يا ابتاه الى جبريل ننعاه. ويقول الصديق رضي الله عنه وارضاه. وانبياه وا صفياه. وا حبيباه وا خليلاه. ويقول ابن عمه ابو سفيان بن الحارث يرثيه

أرقت فبات ليلي لا يزول • وليل أخي المصيبة فيه طول
واسعدني البكاء وذاك فيما • أصيب المسلمون به قليل
لقد عظمت مصيبتنا وجلت • عشية قيل قد قبض الرسول
واضحت ارضنا مما عراها • تكاد بنا جوانبها تميل
فقدنا الوحي والتنزيل فينا • يروح به ويغدو جبرئيل
وذاك احق ما سالت عليه • نفوس الخلق او كادت تسيل
نبي كان يجلو الشك عنا • بما يوحى اليه وما يقول
ويهدينا فلا نخشى ضلالاً • علينا والرسول لنا دليل
افاطم ان جزعت فذاك عذر • وان لم تجزعي ذاك السبيل
فقبر ابيك سيد كل قبر • وفيه سيد الخلق الرسول

صلى الله وسلم عليه • وزاده فضلا وشرفا لديه • ولهؤلاء المصابين • ولمن
قبلهم وبعدهم من المحبين الى يوم الدين • ما يسليهم عن مصابهم • بتعظيم اجرهم
وثوابهم • وما بشرهم به صلى الله عليه وسلم من المثوبات • وانواع الصلات •
بصلواتهم الطيبات عليه • وتسليماتهم الزاكيات عند ضريحه ولديه • وسماعه
لذلك ورده بنفسه الكريمة وبرده به تعالى فقد قال صلى الله عليه وسلم فيما
رواه ابوداود باسناد صحيح عن ابي هريرة رضي الله عنه ما من احد يسلم علي
الا رد الله علي روحي حتى ارد عليه السلام وقال صلى الله عليه وسلم ان لله
ملائكة سياحين يبلغوني عن امتي السلام وقال صلى الله عليه وسلم حياتي
خير لكم تحدثون ويحدث لكم ووفاتي خير لكم تعرض علي اعمالكم فما رايت من خير
حمدت الله عليه وما رايت من شر استغفرت الله لكم • رواها البزار برجال
الصحيح من حديث ابن مسعود رضي الله عنه وانه صلى الله عليه وسلم فيما روي

من صلى علي عند قبري رددت عليه ومن صلى علي في مكان آخر بلغونيه يعني به الملائكة وقال صلى الله عليه وسلم فيما روي عنه من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا أبلغته وقال صلى الله عليه وسلم من حج فزار قبري بعد [illegible] وجبت له شفاعتي وفي رواية من زارني بالمدينة محتسبا كنت له شفيعا أو شهيدا يوم القيامة وقال صلى الله عليه وسلم فيما روي عنه إن لله ملكا أعطاه أسماع الخلائق فهو قائم على قبري إلى يوم القيامة لا يصلي علي أحد إلا سماه باسمه واسم أبيه ويقول صلى عليك فلان بن فلان وتكفل لي ربي أن يصلي عليه بكل صلاة عشرا فالحمد لله الذي جعلنا من أمته وشرفنا بجواره فنسألك اللهم بجاهه العظيم وآله وصحبه وأوليائه ذوي القدر الفخيم أن توفقنا لاقتفاء آثاره والاقتداء بواضح سبيل مناره والاهتداء بمصباح أنواره اللهم اغفر لنا ولآبائنا وأمهاتنا والمسلمين واختم لنا بخير أجمعين وانظر إلينا بعين الرحمة يا ذا الفضل العظيم ونأخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

وكان الفراغ من كتابة هذا المولد الشريف صبح يوم الجمعة الرابع من شهر جمادى الأخرى سنة ست وعشرين بعد الثلاثمائة والألف بقلم العبد الفقير الضعيف جعفر ابن المرحوم السيد حسين بن السيد هاشم الحسيني البرزنجي المدني غفر الله لهم آمين

٢

الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة

النهاية

قسم تصوير المخطوطات



ہماری شاہکار علمی و ادبی کتب
امام حسن اور خلافتِ راشدہ
الخصائص الکبریٰ
سُبل الہدیٰ والرشاد فی سیرتِ خیر العباد (اردو)
تذکرہ امام حسین
امام زین العابدین
سچا خواب نامہ یوسفی
الشفاء
قصص الانبیاء
امام جعفر صادق
درس گاہِ صُفہ کا نظامِ تعلیم و تربیت
رکنِ دین
فوائد الفواد
امام علی رضا
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۰ لاہور
voice: 042-37248657 - 042-37112954 - 042-37300642
Email : zaviapublishers@gmail.com
Design by: Qazi Graphics Lahore Pakistan